گائے کا قاتل کون

اور

الزام کس پر



الحاج عبدالکریم پاریکھ رح

BOOKS
ذکری انٹرنیشنل پبلشرز دہلی

سلسلۂ مطبوعات ذکری انٹرنیشنل پبلشرز، دہلی —— ۶۲

گائے کا قاتل کون
اور
الزام کس پر؟

الحاج عبدالکریم پاریکھؒ

BOOKS

ذکری انٹرنیشنل پبلشرز دہلی

اُردو مارکیٹ، ۵۰۷، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۱۱۰۰۰۶

ISBN 81-9072493-2

ناشر ——— ذکریٰ انٹرنیشنل پبلشرز، اُردو مارکیٹ، ۵۰۷، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۱۱۰۰۰۶

باہتمام ——— سعید اختر خاں یوسفی

مطبع ——— اے ٹو زیڈ پرنٹرس، دہلی

قیمت ——— Rs. 30/-

پانچویں بار ——— ۲۰۱۳ء ——— ۱۰۰۰

Gae Ka Qatil Kaun *Aur Ilzam kis Per*

by: Alhaj Abdul Karim Parekh (Rah)

ZIKRA International Publishers, Delhi

Urdu Market, 507, Matia Mahal,
Jama Masjid, Delhi -110 006

Tel.: 91-11-6570 8480
Fax: 91-11-2325 1294
E-mail : Info@Zikraip.com

Telefax: 91-11-2328 2395
Cellular: 0-935 000 0589
Website : www.zikraip.com

فہرست

پیش لفظ سید ابوالحسن علی ندویؒ ۷

مقدمہ ۱۰

ہم اسلام میں داخل ہوئے ۱۱

لافانی حقیقت ۱۱

فطری کشمکش ۱۲

تناؤ کے اسباب ۱۲

• آسمانی ذوق ۱۳

تقسیم کے بعد ۱۴

اشتہاری مجرم ۱۵

اثر انگیز سچائی ۱۵

قضیۂ نامرضیہ ۱۵

گائے کا قاتل کون اور الزام کس پر؟ ۱۷

ایک فی صد بھی نہیں ۱۷

گائے کھانے والوں کی فہرست	۱۸
دسترخوان سے مسلمان لاپتہ	۱۸
ونوبا جی حکومت کے مدّ مقابل	۱۹
مسلم قوم کا ایک نادان بازو	۱۹
مرن برت حکومت کے لئے بے اثر	۲۰
ملاجُلا مسلم وفد	۲۰
مقصد رضائے الٰہی	۲۰
لاکھوں جانیں خطرے میں	۲۱
مسئلہ خوراک کا ہے	۲۱
پاؤں چھوکر چھوہو گئے	۲۲
اطمینان کی رخصتی	۲۲
عقیدہ مالک یوم الدین پر	۲۴
دستاویزی ثبوت	۲۵
فریق بننے سے بچ گئے	۲۵
چوکھی لڑائی کس سے؟	۲۶
گوشت کی خالی پلیٹ میں زلزلہ	۲۷
خنجر کی نوک پر	۲۷
ردِّ عمل کی نفسیات	۲۸
گائے اور پٹھان	۲۹
خالص ہندو اسٹیٹ میں گائے کا بلیدان	۳۰

ایک ریکارڈ ہے جو خالی میدان میں بج رہا ہے ۳۱
تصویر کیا بتا رہی ہے ۳۲
آنکھوں دیکھا حال ۳۶
بھیانک منظر ۳۶
جہاں قاتل خود پجاری ہے ۳۷
اطلاع گھر کے بھیدی کی ۳۸
جھگڑا کس سے؟ ۴۰
آپسی معاملہ دوسروں کے سر ۴۱

اخباری اطلاعات ۴۲

سات لاکھ ٹن ۴۲
منٹوں میں کروڑ پتی ۴۳
حلال کی چادر بے نقاب ۴۳
ذبیحہ کے آداب ۴۵
دوطرفہ بات اور درباری سلامی ۴۵
معاشی دیوالیہ پن ۴۷
لاش پر چادر ڈال دی ۴۸
چربی کی سڑک ۴۹
کوریا سے تیل ۵۱
بیٹوں کی بادشاہی پوتوں کی پیشوائی ۵۲
مسلمانوں کے لیے ایک نئی مصیبت ۵۴

علمائے کرام متوجہ ہوں	۵۴
تابوت میں آخری کیل	۵۵
مغل بادشاہ اکبر سے اب تک	۵۵
قمیص پیچھے سے پھٹا ہے	۵۷
سورۂ یوسف ضرور پڑھئے	۵۸
دو اخباری تراشے	۵۹
مسلمانوں کے نام چند قرآنی احکامات	٦١
تیکھا انداز بیان	٦٦
حضرت مولانا علی میاںؒ کی اپیل	٦٧
مائیکِ ملّت سے رحم کی اپیل	٦٨
مخالف کو نرم بنائیں	۷۰
غیبی مدد	۷۰
ہندو بھائیوں کے نام اپیل	۷۲
آتشیں لاوا	۷۳
مسلمان کی آبرو ہندوستان کی آبرو	۷۳
بھیانک واقعہ	۷۴
مالک کی عدالت	۷٦
دیا اور دھرم کے نام پر اپیل	۷٦
ظلم سے حکومت فنا ہوتی ہے	۷۷

پیش لفظ

سب جانتے ہیں کہ ہندوستان میں رہنے والی ہندو اکثریت اللہ کے پیدا کیے ہوئے سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں جانوروں میں مختلف خیالات واثرات، روایات و اعتقادات اور اس ملک کے اصلاً زراعتی ملک ہونے کی بناء پر جس میں گائے ایک بڑا مفید جانور ہے۔ قدیم مصر کو چھوڑ کر دنیا کے اکثر ممالک کے برخلاف نہ صرف تعظیم و تقدس کی نظر سے دیکھتی ہے بلکہ اس کے بارے میں الوہیت وعبادت تک بات پہنچ گئی ہے اور ہندوستان ''گئوسالہ پرستی'' کا دنیا میں سب سے بڑا مرکز بن گیا۔

آخر دور میں سیاسی مفادات اور جماعتی تعصبات کے اثر سے اِس خیال وعقیدے کو مسلمانوں کے خلاف ایک سیاسی حربہ کے طور پر استعمال کیا گیا جس میں مسلمانوں پر دوسرے الزامات اور شکایات کے مقابلہ میں (مذہبی عقائد اور جذباتی لگاؤ کی وجہ سے) جادو کا سا اثر ہے۔ مسلمانوں کو اس ''مقدس'' جانور کا قاتل ٹھہرایا اور بتایا گیا جس کو اس ملک کے قدیم باشندے اور یہاں کی اکثریت پوجتی اور خدا کا اوتار سمجھتی ہے۔

اس الزام کا جواب اور اس مفید اور قابل قدر جانور کی اصل حقیقت، اس کی پیدائش کے مقصد اور اس کے انتفاع کے طریقوں کو بیان کرنے اور اس کے بارے میں دنیا کے مذاہب اور اقوام کے عقیدے اور نقطۂ نظر کی وضاحت کے لیے بیسیوں علمی دلائل اور

عالمانہ اور متکلمانہ بحثیں ہو سکتی تھیں اور اہل علم و مناظرینِ مذاہب نے ان سے کام لیا ہے۔ لیکن ان کا سمجھنا سب کے لئے آسان بھی نہیں تھا اور وہ آسانی سے ان لوگوں کو خاموش کرنے کے لیے کافی نہیں جو مسلمانوں کو گائے کا قاتل ٹھہراتے ہیں اور اس سے وہ سیاسی یا فرقہ وارانہ مفاد حاصل کرتے ہیں۔

محبِ محترم داعی الی اللہ و مبلّغ قرآن مولانا عبد الکریم پاریکھ صاحب نے اس موضوع پر ایک دوسرے طرز سے بحث کی اور ریاضی اور حساب کے ذریعہ جیسے مسلّم و بدیہی نتائج نکالے جاتے ہیں جو سب کے لئے واجبُ التسلیم ہوتے ہیں اس سے بحث کی کہ گائے کا قاتل کون ہے؟ اور الزام کس پر عائد ہوتا ہے؟

انہوں نے ثابت کیا کہ مسلمان ایک فی صد بھی گائے کا قاتل نہیں ہے۔ اقتصادی و تجارتی منافع حاصل کرنے کے لئے گائے کے تقدس پر عقیدہ رکھنے والے، اس کو فروخت کر کے اور اس کے چمڑے اور اجزاء سے فائدہ اٹھانے کے لیے نتیجۃً اس کے قاتل بنتے ہیں۔ انہوں نے ایسے اعداد و شمار ناقابل انکار و معتبر ذرائع سے فراہم کیے جن کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ انہوں نے اس حقیقت کا ایسا دستاویزی ثبوت فراہم کیا اور اعداد و شمار جمع کیے جن کی تردید ممکن نہیں۔ انہوں نے جب ان حقائق کے ساتھ ونوبا بھاوے جی سے بات کی اور غیر مسلموں کے سامنے بھی ان حقائق کو رکھا تو ان سے بھی اس کا کوئی جواب بن نہ آیا۔

ان کی کتاب ''گائے کا قاتل کون؟'' صرف ان حقائق و اعداد و شمار اور واقعات ہی پر مشتمل نہیں بلکہ اس کے اندر خاصا تبلیغی و دعوتی مواد بھی موجود ہے اور آسمانی تعلیمات

اور اسلامی ہدایات وآداب کی طرف اشارے بھی آگئے ہیں جو غیر مسلموں کو اسلامی تعلیمات پر غور کرنے کی دعوت دیتے ہیں اور مسلمانوں کو بھی ان پر عمل کرنے کی تحریک کرتے ہیں۔

اِس چھوٹے سے رسالہ میں جو چھوٹے سائز کے ۷۶ صفحات پر مشتمل ہے، اپنے بیانات کے ثبوت میں ہندی وانگریزی اخبارات کے اقتباسات کے فوٹو بھی آگئے ہیں۔ کتاب اتنی مدلّل، ریاضی کے نتائج کی طرح مسلّم اور معتبر اعداد وشمار پر مشتمل ہے کہ اس کا جواب ممکن نہیں۔ اِس بناء پر اس کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے۔

مکتبہ ذِکریٰ رامپور نے ''تحفظ گائے اور ہندوستانی مسلمان'' کے نام سے مولانا کی تقریر ۱۹۷۷ء میں شائع کی تھی اور اس کے متعدد ایڈیشن نکلے تھے۔ اب مولانا پاریکھ صاحب نے اس میں اہم اضافے کیئے اور اب '' گائے کا قاتل کون؟ اور الزام کس پر؟'' کے نام سے مکتبہ ذکریٰ نے اس کو ۱۹۹۱ء میں تیسری بار شائع کیا۔ ضرورت ہے کہ اِس کا ہندی اور انگریزی میں بھی ترجمہ ہو اور اس کو زیادہ سے زیادہ ہاتھوں تک پہنچایا جائے۔

سید ابوالحسن علی ندوی

۷رشعبان ۱۴۱۱ھ

۲۳رفروری ۱۹۹۱ء

مقدمہ

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ
بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

عَسَی اللّٰہُ اَن یَّجعَلَ بَینَکُم وَبَینَ الَّذِینَ عَادَیتُم مِنھُم مَوَدَّۃً ط وَاللّٰہُ قَدِیرٌ ط وَاللّٰہُ غَفُورٌ رَّحِیمٌ ۝

اسی کی مہربانی سے ہر کام صحیح رُخ اختیار کرتا ہے۔ اس کتاب کے مقدمہ کی ابتداء میں ہم نے ایک آیت پیش کی ہے جس کے معنی ہیں جن لوگوں کے بیچ اور تمہارے بیچ دشمنی کا سلسلہ چل پڑا ہے۔ عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دشمنی کو ایسی دوستی میں تبدیل کردے جس میں چاہت اور محبت کے تعلقات بڑھنے کے امکانات پیدا ہوں۔ اللہ تعالیٰ تو ہر باتِ پر پوری پوری قدرت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ بخشن ہار اور مہربان بھی ہے۔

ہم اسلام میں داخل ہوئے

اس ملک میں مسلمان کہیں باہر سے آکر ٹپک نہیں پڑا یا آسمان کے تاروں سے جھڑ کر ہندوستان پر گرا نہیں بلکہ الحمدللہ اس ملک میں اسلام کی آمد ہوئی۔ ہمارے اس پیارے وطن ہند کے ہر ہر علاقے کی بڑی بڑی برادریوں نے، قبائل نے، بلکہ بہت سی ریاست کے راجاؤں نے حتیٰ کہ یہاں پر موجود عالمی مذاہب کے کنبہ میں سے ہر ہر مذہب کو ماننے والے لوگوں کی ایک خاصی تعداد نے اسلام میں داخلہ لے لیا۔ اللہ کی وحدانیت پر یہ لوگ ایمان لائے، اللہ کی آسمانی کتاب قرآن کو انہوں نے خدا کا پیغام تسلیم کیا اور مرنے کے بعد اللہ کی عدالت میں حاضری کا یقین ان کے دلوں میں جم گیا۔

اے آبِ رود گنگا وہ دن ہے یاد تجھ کو
اُترا تیرے کنارے جب کارواں ہمارا

لافانی حقیقت

آج اس لافانی حقیقت کا کون انکار کرسکتا ہے کہ ایمان میں آنے کا یہ سلسلہ اب بھی کچھ بند نہیں ہو گیا بلکہ کبھی تیز اور کبھی دھیمی رفتار سے الحمد للہ، ثم الحمد للہ، اللہ کے اس مقدس دین اسلام میں ہندوستانی برادری کا کوئی نہ کوئی حصّہ داخل ہوتا ہی رہتا ہے۔

فطری کشمکش

ظاہر بات ہے کہ ایک ایسا قدیم ملک جس کی رنگارنگ تہذیب ہو اور اب موجودہ زمانے میں اس تہذیب وتمدن کا کوئی کنارہ باقی نہ رہ گیا ہو، یہاں کی قدیم زبان عوام کی آواز سے رخصت ہو چکی ہو۔ عالمی مذاہب میں ہر ایک کا ڈیرہ یہاں پر پڑ چکا ہو۔ ایسے میں ایک تازہ دم اُمت بھرپور امتیازی صفات لے کر، نورِ نبوّت سے معمور، اخلاق فاضلہ سے مزین، ایمان، سچائی اور دیانتداری سے مالا مال دعوت کا اس ملک میں داخلہ ہو کر اس کا جاری ہو جانا اور پھر یہاں کے عوام اس کو "یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا" کی شکل میں مسلسل قبول کرتے آ رہے ہوں۔ تب وہ مقامی آبادی جو قدامت پسندانہ عقیدہ اور روش چھوڑنے پر اب تک آمادہ نہ ہوئی ہو۔ نتیجۃً اس سے اور تازہ دم اہل ایمان سے کشمکش کا جاری رہنا ایک فطری بات ہے۔

تناؤ کے اسباب

پھر جہاں کی سیاسی فضا میں رجواڑوں کے جھگڑے، مغل خاندانوں کا آپسی کھنچاؤ، تناؤ اور بکھراؤ خود اسلام کے ماننے والوں میں دین ودنیا کی تقسیم کے تصور کا گھس آنا۔ عام مسلمانوں کے یہاں غیر مسلموں سے قدیمی رشتے، ناطے، نسلی تعلق اور برادری کے تال میل کے سبب یہاں کی بُت پرستی کا قبر پرستی کے راستے سے مسلمانوں کے اندر داخل ہو جانا۔ سیاسی اور ملّی اعتبار سے صدیوں سے تھک کر چور چور ہو جانے والی

ہندوستانی ملّتِ اسلامی کا انگریزوں سے مقابلہ ۱۸۵۷ء کی کامیاب یا ناکام بغاوت، اس کے بعد آریہ سماجی تحریک سے مسلم عالموں کا مقابلہ، شدھی سنگٹھن سے اہل ایمان کی ہاتھا پائی اور پھر خلافت تحریک کی ناکامی کے بعد ۱۹۴۷ء میں ملک کی تقسیم۔ ہندوستانی مسلمانوں کی ایسی بے چین زندگی میں ظاہر ہے کہ مقامی ہندو آبادی سے ہر زمانے میں ان کے تعلقات ہر طرح سے اچھے نہیں رہ سکتے تھے۔

آسمانی ذوق

چونکہ مسلمانوں کا دین ایک آسمانی دین رہا ہے اور وہ تہذیب وتمدن، حکومت و سیاست، خاندانی معاملات، حتیٰ کہ کھانے پینے میں بھی اپنا ایک صاف ستھرا آسمانی ذوق رکھتے ہیں۔ اس میں غذائی مسئلہ کا جہاں تک تعلق ہے چونکہ گائے کا گوشت کھانا ان کے لئے حلال ہے اور ملک کی شدید ترین ہندو عقیدہ رکھنے والی آبادی گائے کو قابل پرستش سمجھتی رہی ہے۔ تنہا یہ ایک ایسا سبب رہا کہ مغل بادشاہ اکبر سے لے کر اب تک اس مسئلہ کا حل نکالا نہیں جاسکا۔[1]

---

[1] اس ملک کے مسلمانوں کے حالات پر تفصیلی نگاہ کے لئے مفکر اسلام داعی الی اللہ تحریک پیام انسانیت کے بانی عالمی سطح کے ممتاز عالمِ دین حضرت مولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندویؒ کی حسب ذیل کتابیں اگر پڑھ لی جائیں تو ہندوستانی مسلمانوں کی پوری اور صحیح تصویر سامنے آجائے گی۔

۱۔ ہندوستانی مسلمان ایک نظر میں (اردو)

۲۔ MUSLIM IN INDIA (English)

۳۔ THE MUSALMAN (English) (بقیہ صفحہ ۱۴ پر)

تقسیم کے بعد

ان سطور کے پڑھنے والے ۱۹۴۷ء کے بعد کے حالات سے اچھی طرح واقف ہونگے۔ حالات کی تبدیلی یہاں تک ہوتی رہی کہ ہندوستانی سیاستدانوں کے کانگریسی بازو کے مرشد عام گاندھی جی کے قتل کے بعد ان کی گدّی ونوبا بھاوے نے سنبھالی۔ ونوبا جی نے تحفظ گائے کے مسئلے پر ہندوستان میں ملک گیر تحریک چلائی۔ یہ تحریک جب شباب پر تھی تب صوبائی حکومتوں اور مرکزی حکومت کے وزراء ونوبا جی کے پاؤں چھونے کے لئے برابر وردھا آتے رہے۔ یہ تمام کے تمام لوگ چونکہ پیدائشی لیڈر تھے اور حکومت کو چلاتے چلاتے ان کو یہ تجربہ بھی ہوگیا کہ ذبیحۂ گاؤ پر قانونی پابندی لگا دینا ان کے بس کی بات نہیں ہے اور اس سے جو غذائی مسئلہ پیدا ہوگا لاکھوں بھوکے مریں گے۔ اس کا حل ان کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ لیکن اپنے منافقانہ طرز عمل سے اور لچھے دار تقریروں سے پبلک اسٹیج پر وہ بھی ایسی باتیں کہتے رہے جو اچاریہ ونو بھاوے کہہ رہے تھے۔

اشتہاری مجرم

قدرت کا مستور ہاتھ وقت آنے پر ظاہر ہوا اور ملک میں ہندو مذہب پر سختی سے پابندی

(بقیہ ص: ۱۳ کا)

۴۔ भारतीय मुसलमान (हिन्दी)

یہ کتابیں ہندوستان کی ہر اہم زبان میں ترجمہ کے بعد شائع ہو چکی ہیں۔ مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، لکھنؤ سے اس سلسلہ کی مزید کتابیں بھی حاصل کی جا سکتی ہیں۔

کرنے والے لوگوں نے حکومتِ ہند کے خلاف ۱۹۷۷ء میں ایک ملک گیر گئور کشا کمیلن (تحفظ گائے کے سلسلہ میں ایک بڑی کانفرنس) کا ناگپور میں انعقاد کیا۔ اس کانفرنس میں ایک اشتہاری مجرم کی حیثیت سے اسلام اور مسلمانوں کی نمائندگی کے لحاظ سے اجتماع کے کھلے اجلاس میں مجھے بھی تقریر کی پُرخلوص دعوت دی گئی۔ یہ تقریر ٹیپ کے ذریعہ محفوظ کرلی گئی تھی جسے میرے دوست اور رفیق مرحوم مولانا اسحاق جلیسؔ صاحب ندوی مدیر تعمیر حیات نے سب سے پہلے اپنے ندوۃ العلماء لکھنؤ کے ترجمان پندرہ روزہ تعمیر حیات میں شائع کیا۔ بعد میں "تحفظ گائے اور ہندوستانی مسلمان" کے نام سے ایک چھوٹے سے کتابچہ کی شکل میں پہلے اردو میں مکتبہ ذکریٰ سے اور پھر ملک کی دیگر مختلف زبانوں میں یہ تقریر شائع ہوتی رہی۔

اثر انگیز سچائی

اب چونکہ یہ مضمون ۱۹۸۳ء میں لکھا جارہا ہے اور ونوبا جی مرن برت رکھ کر اپنے خالق کے دربار میں پہنچ چکے ہیں اور حالات میں الحمد للہ ایسی بھاری تبدیلی آئی کہ ہم نے اپنی ۱۹۷۷ء کی تقریر میں جو باتیں کہی تھیں وہ اللہ کے حکم سے حرف بحرف سچ ثابت ہوئیں۔

قضیۂ نامرضیہ

پچھلے چھ سات برسوں میں ہندوستان میں اس قضیۂ نامرضیہ کے بارے میں جو واقعات سامنے آئے انہیں قلمبند کرنے کی اللہ نے اب توفیق عطا فرمائی اس پر میں اُس کا شکرگذار ہوں۔ اس کا لاکھ لاکھ احسان وشکر ہے کہ سورۃ ممتحنہ کی اُوپر دی گئی آیت میں جو اللہ

نے بشارت دی تھی وہ پوری ہوئی اور جو لوگ ذبیحۂ گاؤ کے مسئلے پر صرف مسلمانوں کو صدیوں سے مجرم سمجھتے آرہے تھے ان کی رائے بدلنے لگی اور انہیں تو کیا اب ساری دنیا کو یہ معلوم ہوا کہ ہمارے ملک ہندوستان میں ۳۰ کروڑ سے بھی زیادہ انسانوں کا تعلق زندہ، مردہ یا ذبیحہ گائے سے بالواسطہ یا بلاواسطہ DIRECT OR INDIRECT چل رہا ہے۔ گائے کا گوشت، اس کا چمڑا، اس کی ہڈی پسلی، سینگ حتیٰ کہ اس کے پیٹ میں پرورش پانے والے زندہ بچھڑے CALF LEATHER کے لئے جیتے جی اس کی ماں کا پیٹ چاک کر کے باہر نکالنا بھی بعض ظالموں کے لئے معاش اور کاروباری ضرورت کا سبب ہوا۔ پھر صوبائی حکومتیں مرکزی حکومت سمیت اگر کسی منصف عدالت میں کھڑی کی جائیں اور ان پر مقدمہ چلایا جائے تو انہیں اور کچھ سزا ملے نہ ملے۔ لیکن ''گائے قصاب'' ''COW BUTCHER'' ہونے کا خطاب انہیں بہر حال دیا جانا چاہیئے۔

آئندہ آپ انشاء اللہ پڑھیں گے کہ حالات نے کیا رُخ اختیار کیا ہے اسی لئے ہم نے اس کتاب کا نام ''گائے کا قاتل کون اور الزام کس پر؟'' تجویز کیا ہے۔

ناگپور

۲ ر ستمبر ۱۹۸۳ء

عبدالکریم پاریکھ

۲۲ ر ذی قعدہ ۱۴۰۳ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گائے کا قاتل کون اور الزام کس پر؟

ستمبر ۱۹۷۷ء کی ہماری تقریر[۱] ''تحفظ گائے اور ہندوستانی مسلمان'' کا الحمدللہ پورے ملک میں اچھا خاصا اثر ہوا۔ خاص طور پر ہمارے ہندو بھائیوں پر جواب تک گاؤکشی کے لئے صرف مسلمانوں کو ذمہ دار سمجھتے تھے اور گائے کا نام آتے ہی ایسے رحمدل بھائیوں کی آنکھ بھی غصّے سے لال پیلی ہوجاتی تھی۔ الحمدللہ ان لوگوں کے سوچنے میں بہت کچھ فرق آیا۔ بعض نے مجھ سے براہ راست خط وکتابت بھی کی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اس حقیر بندے سے وہ کام لے لیا جس کی صلاحیت عطا فرمانا محض اس کے فضل و کرم کا صدقہ ہے۔ اور قرآن مجید کے انداز بیان اور اسلوب وطرز استدلال کا نتیجہ ہے۔

ایک فی صد بھی نہیں!

پھر عاجز کی اس تقریر پر ملک کے مختلف اخبارات نے خاص طور پر انگریزی، ہندی، مراٹھی، اُردو اور گجراتی میں خاصے تبصرے شائع ہوئے۔ بعض بعض سمجھدار لوگوں نے تو بڑے

[۱] یہ کتاب مکتبۂ ذکریٰ سے شائع ہو کر مقبول عام ہوئی اور الحمدللہ اب تک اس کے کئی ایڈیشن نکل چکے ہیں۔ منیجر

تعجب کا اظہار کیا کہ وہ تو اب تک یہ سمجھتے تھے کہ گاؤ کشی کا مسئلہ مسلمانوں کے سبب ہی الجھن میں پڑا ہوا ہے اور ہندوؤں کی دل شکنی کے تنہا مسلمان ہی ذمہ دار ہیں لیکن اب یہ کتابچہ دیکھ کر آنکھیں کھلیں کہ مسلمانوں کا تعلق تو اس مسئلہ سے ایک فیصدی سے بھی کم ہے۔

گائے کھانے والوں کی فہرست

انہیں معلوم ہوا کہ بدھشٹ، عیسائی، نیپالی، گورکھے، بنواسی، گونڈ، کورکو بھیل، ماریا، پارسی، چمار، بھنگی، ہری جن، حتیٰ کہ ساؤتھ انڈین ہندوؤں کی بھی بڑی تعداد گائے کا گوشت بہت ہی کثرت سے استعمال کرتی ہے۔ پھر سرکس والے بھی اپنے جانوروں کو گائے کا گوشت ہی کھلاتے ہیں اور ہر بڑے شہر کے عجائب گھر (ZOO) میں خود سرکاری نگرانی میں گائے کا گوشت جنگلی جانوروں کو کھلایا جاتا ہے۔ شیر، چیتے، بھالو، بھیڑیے پنجروں میں بند رہ کر عوام کے لئے روزانہ جنگل کی منظر کشی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ لیکن انہیں کسی شہر میں مرغی یا بکرے کا گوشت ہرگز نہیں کھلایا جاتا۔

دسترخوان سے مسلمان لاپتہ

ایئر لائنز کی انٹرنیشنل پرواز خاص طور پر AIR INDIA نے غیر ملکی مسافروں کے لئے BEAF یعنی بہترین اور عمدہ گائے کا گوشت کھلانے کا انتظام کرنا۔ گائے کے گوشت کا ہندوستان سے لاکھوں لاکھ ٹن میں EXPORT ہونا۔ حتیٰ کہ گائے کی

چربی کا عالمگیر پیمانے پر کاروبار INTERNATIONAL TRADE بھی بعض جین بھائیوں کے ذریعہ ہونا، جبکہ وہ کسی معمولی کیڑے کی جان لینا بھی مذہباً بُرا سمجھتے ہیں۔اور حکومت ہند کا اس میں خاص حصّہ کہ اس نے یہ سارے کاروبار نہ صرف اپنے علم میں ہونے دئے، بلکہ اپنی منظوری اور نگرانی میں کرائے۔حق اور انصاف کی نظر میں اس پورے جھمیلے میں ہم کو مسلمان کہیں بھی دکھائی نہیں دیتا۔ بلکہ سچ بات تو یہ ہے کہ گائے کا گوشت استعمال فرمانے والے لوگوں کے اس ہزاروں میل لمبے دستر خوان پر مسلمان کا کہیں پتہ نہیں۔

ونو باجی حکومت کے مدِّ مقابل

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ان ہی ایام میں میری اس تقریر کا مسودہ اچاریہ ونو باجی کے پاس بھی کسی طرح پہنچ گیا تھا۔ان کے بعض بیانات میں اس بات کی وضاحت بھی آ گئی ہے کہ گاؤکشی کے بارے میں ان کی جو تحریک ہے اس کا رُخ مسلمانوں کی طرف قطعاً نہیں بلکہ ان کی طرف سے عدم تشدّد کی ساری لڑائی حکومتِ ہند کے مقابلے میں ہے۔

مسلم قوم کا ایک نادان بازو

لیکن بڑے افسوس کے ساتھ میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ بعض نادان مسلمانوں نے میری اس تقریر کا مفہوم یہ سمجھا اور لوگوں کو بھی یہی سمجھانے کی کوشش کی کہ میں نے یہ کہا ہے کہ اسلام میں گاؤکشی کی ممانعت ہے اور گائے کا گوشت کھانا اسلام میں منع ہے۔توبہ توبہ۔

کیا کوئی اسلام کا ابتدائی علم رکھنے والا بھی ایسی غلط اور جاہلانہ بات کہہ سکتا ہے۔

مرن برت حکومت کے لئے بے اثر

حالات اکثر کروٹ بدلتے رہتے ہیں۔ اور چند دنوں کے بعد آچاریہ ونوبا بھاوے جی نے گاؤکشی پر پابندی لگانے کے لئے جو ملک گیر تحریک چلا رہے تھے اور جنہیں حکومت ہند بھی اپنا مرشد مانتی آرہی تھی۔ موصوف نے گاؤکشی پر پابندی کے حکومت کے خلاف مرن برت شروع کر دیا تھا اس مرن برت کا اثر حکومت پر تو کچھ بھی نہیں تھا۔ بلکہ گاؤں گاؤں اور دیہاتوں دیہاتوں میں پھر ایک مرتبہ مسلمانوں کے خلاف گرم گرم باتیں کھیت کھلیان سے لے کر چوپالوں تک سنائی دینے لگیں۔

ملا جلا مسلم وفد JOINT DELEGATION

میں نے ان ہی دنوں اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا اور ہماری مجلس تعلیم القرآن اور انڈین سیکولر سوسائٹی، مانوتا سندیش آشرم، اور حلقۂ پیام انسانیت کی طرف سے ایک ذمہ دار وفد وردھا کے پونار آشرم میں مرن برت رکھے ہوئے ونوبا جی سے ملنے کے لئے روانہ ہوا۔

مقصد رضائے الٰہی

ہم نے محض رضائے الٰہی کی خاطر مسلمانانِ ہند کو اس قضیہ سے بچانے کے لئے بذریعہ کار یہ سفر کیا جس میں جناب قاضی محمد عبدالوہاب صاحب، آئی اے ایس، سابق

کمشنر ناگپور۔ جناب عبدالعزیز صاحب انجینئر۔ MSEB ENGINEER جناب پروفیسر پٹھان صاحب، جناب آدم عیسیٰ بھائی بی۔ کام علیگ اور میں (عبدالکریم پاریکھ) ونوبا جی سے ملے۔ میں نے ونوبا جی سے دورانِ ملاقات اس مسئلہ پر مفصل بات چیت کی۔ میں نے ان کے چہرے سے یہ اندازہ لگایا کہ بظاہر وہ مستعد ہیں لیکن اندرونی طور پر اس مسئلہ کے حل سے وہ مایوس ہو چکے ہیں۔

لاکھوں جانیں خطرے میں

میں نے ان سے مؤدبانہ درخواست کی کہ اس مرن برت میں اگر آپ کو کچھ ہو گیا تو فرقہ وارانہ بلوے پھوٹ پڑیں گے اور بہت ممکن ہے کہ ہزاروں لاکھوں مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں کی جان و مال، عزت و آبرو خطرے میں پڑ جائے۔ فضا میں اس طرح کی بے چینی محسوس ہو رہی ہے اور ماحول بھی ایسا ہی بنتا جا رہا ہے۔ ونوبا جی نے کہا کہ مولانا پاریکھ صاحب میں نے آپ کی گئو رکشا پر تقریر پڑھی ہے اور مجھے اطمینان ہے، اور میں گئو کشی کا ذمہ دار مسلمانوں کو نہیں ٹھیراتا۔ میری لڑائی صرف حکومت سے ہے۔

مسئلہ خوراک کا ہے

جب کہ ہم سے ایک دن پہلے بنگال کے وزیر اعلیٰ جیوتی باسو اور کیرلا کے وزیر اعلیٰ کرونا ندھی، یہ دونوں صوبوں کے چیف منسٹر ونوبا جی سے ملنے کے لئے آئے تھے اور انہوں

نے صاف کہہ دیا کہ ان کے نزدیک گاؤکشی کا مسئلہ مذہبی مسئلہ نہیں بلکہ ملک کے عوام کی خوراک کا مسئلہ ہے اور اگر گاؤکشی پر حکومت پابندی لگادے تو بہت سے انسانوں کے بھوکے مرجانے کا خطرہ لاحق ہوجائے گا۔

پاؤں چھوکر چھو ہو گئے

یہ کہہ کر دونوں وزیر ونوباجی کے پاؤں چھوکر چلے گئے تھے۔ بلکہ زیادہ سچی بات یہ ہے کہ پاؤں چھوکر رفوچکر ہو گئے۔ ان دونوں وزیروں کی بات کا ونوباجی کے قلب پر بڑا زبردست اثر تھا۔ جس کا ردِعمل ونوباجی کی زبان سے ان الفاظ میں میرے سامنے ظاہر ہوا کہ ''میں ان سے نپٹ لوں گا۔'' پاریکھ صاحب آپ فکر نہ کریں۔ مسلمانوں کو تو میں اپنا دوست سمجھتا ہوں اور اُن کا تعاون مجھے ملتا رہا ہے۔

اطمینان کی رخصتی

ونوباجی سے اس ملاقات میں جناب قاضی محمد عبدالوہاب صاحب نے بھی اور جناب عبدالعزیز صاحب انجینئر نے بات چیت میں کافی حصہ لیا اور ان حضرات نے ونوباجی سے یہ دریافت کیا کہ مہاراشٹر میں جو گاؤکشی پر مکمل پابندی حکومت کی طرف سے لگائی گئی ہے کیا آپ اس سے مطمئن ہیں؟ ونوباجی نے کہا ہاں میں تو یہی چاہتا ہوں۔ اس پر جناب عبدالعزیز صاحب انجینئر نے مہاراشٹر کے ایک علاقے میں بیب کاک ولکاک اینڈ کمپنی (BABCOK WILLCOK & CO.) اور بروک بانڈ انڈیا لمیٹڈ

(BROOKBOND INDIA LTD.) کی طرف سے سرکاری اجازت اور پروانے سے چلائے جانے والے اس مشینی قتل خانے SLAUGHTER HOUSE کا تذکرہ کیا جس میں روزانہ دو ہزار بڑے جانور مشینوں سے کاٹ پیٹ کر ایکسپورٹ کئے جاتے ہیں۔

اس پر ونوباجی کے آشرم کے ایک ذمہ دار صاحب نے جواب دیا کہ اس مشینی قتل خانے میں بھینس، بھینسے اور بیل ہی قتل کئے جاتے ہیں۔ گائے یہاں قتل نہیں کی جاتی۔ چونکہ ونوباجی کی سماعت بہت کم ہو چکی تھی اور بات سننے میں انہیں دشواری ہوتی تھی۔ اس لئے ہماری کہی ہوئی بات کو ان کے ساتھی رقعے پر لکھ کر دیتے رہے اور وہ اس کا زبانی ہم کو جواب دیتے رہے۔ تب میں نے ونوباجی سے بڑے ادب سے عرض کیا کہ آپ اپنے کسی آدمی کو بھیجئے اور دیکھئے کہ وہاں برائے نام دکھاوے کے لئے بھینس بیل کاٹے جاتے ہیں۔ لیکن اس کے پیچھے ہزاروں کی تعداد میں سڑکوں پر پھرنے والی مفت اور بے قیمت گائے قتل خانے میں روزانہ حکومت اور ایکسپورٹ کمپنیوں کو کروڑ پتی بنانے کے لئے کھڑی کی جاتی ہیں۔

میں نے انہیں دلیل سے بتایا کہ دودھ دینے والی بھینس پانچ سات ہزار سے کم میں نہیں مل سکتی۔ البتہ جو دودھ نہیں دیتی اور جسے باکڑی میں بھینس کہتے ہیں۔ اس کی قیمت تقریباً دو ڈھائی ہزار سے کم نہیں۔ اب کسی ایکسپورٹ کمپنی کے لئے خریداری کے ذمہ دار آفیسر (PURCHASING OFFICER) روزانہ کسی ایک منڈی سے دو ہزار جانور خریدنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے انہیں مختلف اضلاع کی منڈیوں میں

سے جانور خریدنے پڑتے ہوں گے۔

کیا یہ ممکن نہیں کہ دکھانے کے لئے ہندوؤں کو مطمئن کرنے کے لئے اور ونوباجی کو خوش کرنے کے لئے سودوسو بھینس بیل سامنے سے دکھائے جائیں۔اور باقی اٹھارہ انیس سو گائیں جو سڑک پر چلتے پھرتے پندرہ بیس روپیہ میں حاصل ہوسکتی ہیں۔انہیں خرید کر روزانہ ایک ایک جانور پر دودو ہزار کی نقد کمائی ہاتھوں ہاتھ VOUCHERS کی صفائی کے ساتھ ہیرا پھیری سے مشینی قتل خانوں کے کارکنوں کے جیب میں آسانی سے آجاتی ہے۔

بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ تمام تر نام بھینس کا،اور کام گایوں کے کاٹنے کا ہوتا ہو تو یہ بھی ممکن ہے۔میری اس بات کو پہلے تو ونوباجی سمجھ نہ سکے لیکن جب وہ سمجھ گئے تو بولے اور بڑی مایوسی کے انداز میں ٹوٹے ہوئے دل سے پیشانی پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ پھر اس کا کیا علاج؟ میں نے بڑے ادب سے عرض کیا کہ اس کا علاج ایمان ہے۔کسی شخص کا اگر گائے پر ایمان ہو کہ اسے کاٹنا گناہ ہے یا کسی کا ایمان حکومت پر ہو کہ گائے کو کاٹنا حکومت کی نگاہ میں جرم ہے تب کچھ بات بنے تو بنے۔ایمان کے بغیر بات بنتی نظر نہیں آتی۔

عقیدہ مالک یوم الدین پر

چائے نوشی سے ہماری مہمانی کی گئی۔ونوباجی نے بڑی محبت سے مجھ سے ہاتھ ملایا۔ لیکن اُن کا دل مضطرب تھا اور کمرے میں سامنے والے ستون پر لگی ہوئی سنگ مرمر کی تختی پر عربی میں سورۂ فاتحہ کا متن دکھایا اور پڑھ کر سنایا بھی۔تب میں نے عرض کیا کہ

مالکِ یوم الدین کے پاس حاضر ہونے کا تصور ہی انسان کو پابند بنا سکتا ہے۔ اسلام میں جو چیزیں حرام ہیں اور جو چیزیں منع ہیں اور جو گناہ کے کام ہیں۔ ان سے بچنے کے لئے سب سے بڑی ڈھال ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ انصاف کے دن کا مالک اللہ ہے اور یہ دن لازماً آئے گا۔ اسی عقیدے کو سورۂ فاتحہ کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نازل فرمایا اور ہم اپنی تمام نمازوں میں بار بار اس کو دہراتے رہتے ہیں۔

دستاویزی ثبوت

اخباری نمائندوں کے گروہ کے گروہ ہمارے آگے پیچھے چل رہے تھے اور ونوباجی کی نبض کی جانچ اور صحت کی دیکھ ریکھ کے لئے ڈاکٹروں کی ایک پوری ٹیم حرکت میں تھی۔ اور ہم وہاں سے رخصت ہوئے تو کاروں تک ہم کو چھوڑنے کے لئے ونوباجی کے خاص خاص کارکن آئے اور ہم اپنا دستاویزی ثبوت ونوباجی کی خدمت میں پیش کر کے بخیریت الحمدللہ وہاں سے واپس ہوئے۔

فریق بننے سے بچ گئے

دوسرے دن ملک کے تمام اخباروں میں اس وفد کی ملاقات کا چرچا تفصیل سے آیا اور یہ بات سامنے آئی کہ الحمدللہ گاؤکشی میں مسلمانوں کا رول کوئی رکاوٹ اور اڑنگے بازی کا نہیں ہے اور ہندو بھائیوں کی یہ رائے عامہ تیار ہونے میں ہمارے اس وفد کو کھلی کامیابی اللہ نے عطا کی۔ الحمدللہ وشکراللہ کہ بغیر پنجہ آزمائی کے اللہ تعالیٰ نے

یہ مہم سر کرادی۔

لیکن جیسے ہی اخباروں میں یہ خبریں شائع ہوئیں۔ بدھ مذہب کے عالموں، بدھ عوام اور ہری جن عوام نے ونوبا جی کے خلاف مہاراشٹر میں مظاہرے کیئے اور نعرے بازی شروع کردی اور انہوں نے اجتماعی طور پر پورے زور کے ساتھ اپنا یہ موقف بیان کیا کہ ان کے مذہب میں گائے کھانا منع نہیں اور وہ برابر گائے کا گوشت استعمال کریں گے۔ اس طرح الحمدللہ اس ردِ عمل نے مسلمانوں کو فریق بننے سے بچالیا۔ پھر اخباروں میں یہ سُرخیاں آنے لگیں کہ واقعی مسلمانوں کا رول ہمدردانہ تھا۔

چومکھی لڑائی کس سے؟

اس ردِ عمل کی رہی سہی کسر DMK[1] لیڈروں کے اس بیان نے کردی جو انہوں نے مدراس سے اسی زمانے میں جاری کیا کہ ان کے علاقے کے لوگ گائے کا گوشت کھانے کے اپنے حق کو ہرگز ہرگز چھوڑنے پر تیار نہیں ہیں۔ DMK کے اس بیان میں ساؤتھ انڈین ہندوؤں کی مختلف سیاسی جماعتیں اور معاشی مزدور تنظیموں کے بیانات بھی شامل تھے۔

گائے کا گوشت کھانے والی ان دوسری اکائیوں (UNITS) نے ونوبا جی کا تعاون کرنے سے صاف انکار کردیا۔ بہت بڑی تعداد کے ہندو بھائیوں کے سامنے اب

---

[1] جنوبی ہند میں دراوڑ مونیترا کشگم نام کی ایک سیاسی اور جارحانہ ہندو مخالف تحریک وہاں کے انا دورائی نامی لیڈر نے جاری کی تھی۔ اسی کا مختصر تعارفی نام D. M. K. مشہور ہے۔

یہ حقیقت بے نقاب ہوئی کہ تحفظ گائے کے لئے انہیں کتنی زبردست چوکھی لڑائی خود اپنے ملک میں ہی اپنے ہم مذہب ہندو بھائیوں کے خلاف لڑنی پڑے گی۔

گوشت کی خالی پلیٹ میں زلزلہ

اللہ اللہ کر کے مسئلہ اپنی صحیح پٹری پر لانے میں ہم کامیاب ہوئے مگر اسی دن ہمارے ہی مسلمان بھائیوں کی ایک سیاسی جماعت جو الیکشن میں حصہ لیتی رہتی ہے۔ ان کے ایک اعلیٰ سطح کے رہنما نے ناگپور کے مدن پورہ کی اپنی ایک تقریر میں بڑے غیض وغضب کا اظہار کیا۔ بڑی سختی کے ساتھ انہوں نے کہا کہ گائے کا گوشت کھانا ہمارا حق ہے ہم اسے نہیں چھوڑ سکتے۔ بہت اچھا ہوا کہ ہمارے ایسے بہادر، نڈر اور بے خوف مقرر مومن پورہ میں تقریر کرتے ہیں۔ اس لئے بڑی خیریت ہوئی۔ ورنہ ان کی پلیٹ تو ظاہر ہے کہ گوشت سے خالی تھی اور طوفان سے بھرپور کہیں یہ طوفان عام ہو جاتا تو ان کا تیر مسلمانوں کے پتھرائے ہوئے سینوں پر برابر جا لگتا تاہم چند دن کے بعد میں ان کی تقریروں کا متن اخباروں میں آ ہی گیا۔ وہ تو تقریر کر کے چلے گئے۔ لیکن انہوں نے جو داغ دھبے یہاں ڈال دئے تھے اسے دھونے میں تھوڑا وقت ہمیں صرف کرنا پڑا۔ اور اللہ کا شکر ہے کہ ان کی اس تقریر سے مسئلہ اُلجھنے نہ پایا۔

خنجر کی نوک پر

ایسے شعلہ بیان مقررین سے میری یہ مؤدبانہ درخواست ہے کہ مسلمانوں کی

اکثریت والے محلہ میں ایسے مسائل پر ہیجان انگیز تقریر کر کے وہ اپنے زور بیان کی داد تو حاصل کر سکتے ہیں لیکن گاؤکشی کے مسئلہ پر مسلمانوں کو الجھا کر ملت کی وہ کوئی بھی خدمت انجام نہ دے سکیں گے۔ بلکہ الٹا ان بے گناہ مسلمانوں کو جن کا گائے کا گوشت کھانے میں ایک فیصد حصّہ بھی اس ملک میں نہیں بنتا۔ سو فیصد مصیبت میں ڈالنے کا سبب ان کی یہ جذباتی تقریریں بن جائیں گی اور مسلمانوں کو فرقہ پرستوں کے خنجر کی نوک پر اٹھانے میں ان کا تعاون غیر ارادی طور پر ظالموں کے ظلم کا باعث بنے گا۔

ملت اسلامی ہند کی موجودہ صدی کے اس دور میں جو مصیبتیں ہیں۔ جن مسائل میں وہ گھرے ہوئے ہیں۔ ان کا خیال رکھتے ہوئے ہمارے ان جوشیلے مقرروں کو خدا کا خوف کرنا چاہئے کہ کہیں وہ اپنی زبانی ورزش سے اپنی ہی قوم کو ہلاکت کے غار میں تو نہیں ڈھکیل رہے ہیں؟

قرآن مجید کی اس آیت پر ایسے سب لوگوں کو ضرور دھیان دینا چاہئے:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَالْبَوَارِ (سورۂ ابراہیم:۲۸)

''کیا تم نے ان لوگوں کی حالت پر غور نہیں کیا جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو ناشکری میں تبدیل کیا اور اپنی قوم کو لے کر ہلاکت کے گڑھے میں اُتر گئے۔''

ردِّعمل کی نفسیات

اللہ کا بڑا شکر واحسان ہے اور اس کا خاص انعام ہے کہ گاؤکشی کا یہ مسئلہ جو برسہا برس

سے ابنائے وطن سے کھینچ تان، مارکاٹ، دنگے فساد اور قتل وغارت گری کا سبب بنا ہوا ہے۔ مسلمانوں کو دلیل کی روشنی میں اس مسئلہ کی الجھن سے پوری صفائی کے ساتھ نکالا جاسکتا ہے اور دوسرے وہ پچاسوں یونٹس UNITS جو خود گائے کا گوشت بڑی بھاری تعداد میں استعمال کرتے ہیں۔ انہیں ملزمین کے کٹہروں میں کھڑا کر کے ملک کی رائے عامہ کو بڑی آسانی سے تبدیل کیا جاسکتا ہے کہ مسلمان کوئی ضدی اور ہٹ دھرم قوم نہیں بلکہ وہ داعی الی اللہ، حق پرست اور ہمدرد انسانیت گروہ ہے۔ اس نہج پر ہمارے ملی، قومی اور سیاسی قائدین نفسیاتی طور پر غور کریں تو انہیں ماننا پڑے گا کہ حقوق طلبی کے لئے اگر ہم نے اپنی تقاریر میں اور تحریروں میں دلیل کے بجائے نرے جوش وخروش کا مظاہرہ کیا تو اس کا ردعمل ملت اسلامی ہند کے لئے ہرگز مفید نہ ہوگا۔

گائے اور پٹھان

یہ حالات چل رہے تھے اور مجھے انہی دنوں ملک کے باہر جانے کا اتفاق ہوا۔ اس سفر کے موقع پر کراچی میں میں نے دیکھا کہ وہاں کی گائے اور پٹھان دونوں کی جسامت اور اونچائی برابر ہے۔ اور گائے اتنی موٹی تازی اور دودھ میں ایسی بابرکت کہ دیکھتے ہی بنے۔

تحقیق پر معلوم ہوا کہ پاکستان کے لوگ ہماری سرحد سے ہندو دلالوں کے ذریعہ ناکارہ اور سستی گائے دس یا بیس روپیہ میں لاکھوں کی تعداد میں خرید کر کھا جاتے ہیں ور اپنے یہاں کی قد آور گائے کو خوب دیکھ بھال سے پرورش کرتے ہیں۔ پاکستان میں

درمیانی درجہ کی گائے سات سے دس ہزار روپیہ کے بیچ بکتی ہے۔ اگر اس قیمت کی گائے وہاں کے لوگ ذبح کر کے کھائیں تو ان کا دیوالہ پٹ جائے گا۔ اور اس سے بھی زیادہ تعجب والی بات مشرق وسطیٰ MIDDLE EAST میں دیکھی گئی کہ وہاں گائے کی قیمت اوسطاً آٹھ ہزار ریال ہے۔ یعنی ہندوستانی سکے کی اوسط کے اعتبار سے ایک ریال سواتین روپیہ ۳/۲۵ کا ہوتا ہے یعنی ایک گائے خریدنے کے لئے ہندوستانی رقم -/26000 روپیہ لے کر آپ بازار میں جائیں تب کہیں جا کر ایک گائے ہاتھ آئے۔ اس کا قدرتی نتیجہ یہ بھی سامنے آتا ہے کہ مسلم ممالک میں جب کہ ذبیحۂ گاؤ پر کوئی قانونی پابندی نہیں ہے۔ پھر بھی عام لوگوں کے بس کی بات نہیں کہ وہ گائے خرید کر ذبح کریں۔ اب کوئی بھی شخص آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ ہندوستانی گائے کا گوشت EXPORT کرنے والے ہمارے ہندو بیوپاری بھائی کتنے کروڑ روپے کا منافع روزانہ اس کاروبار میں کماتے ہوں گے۔

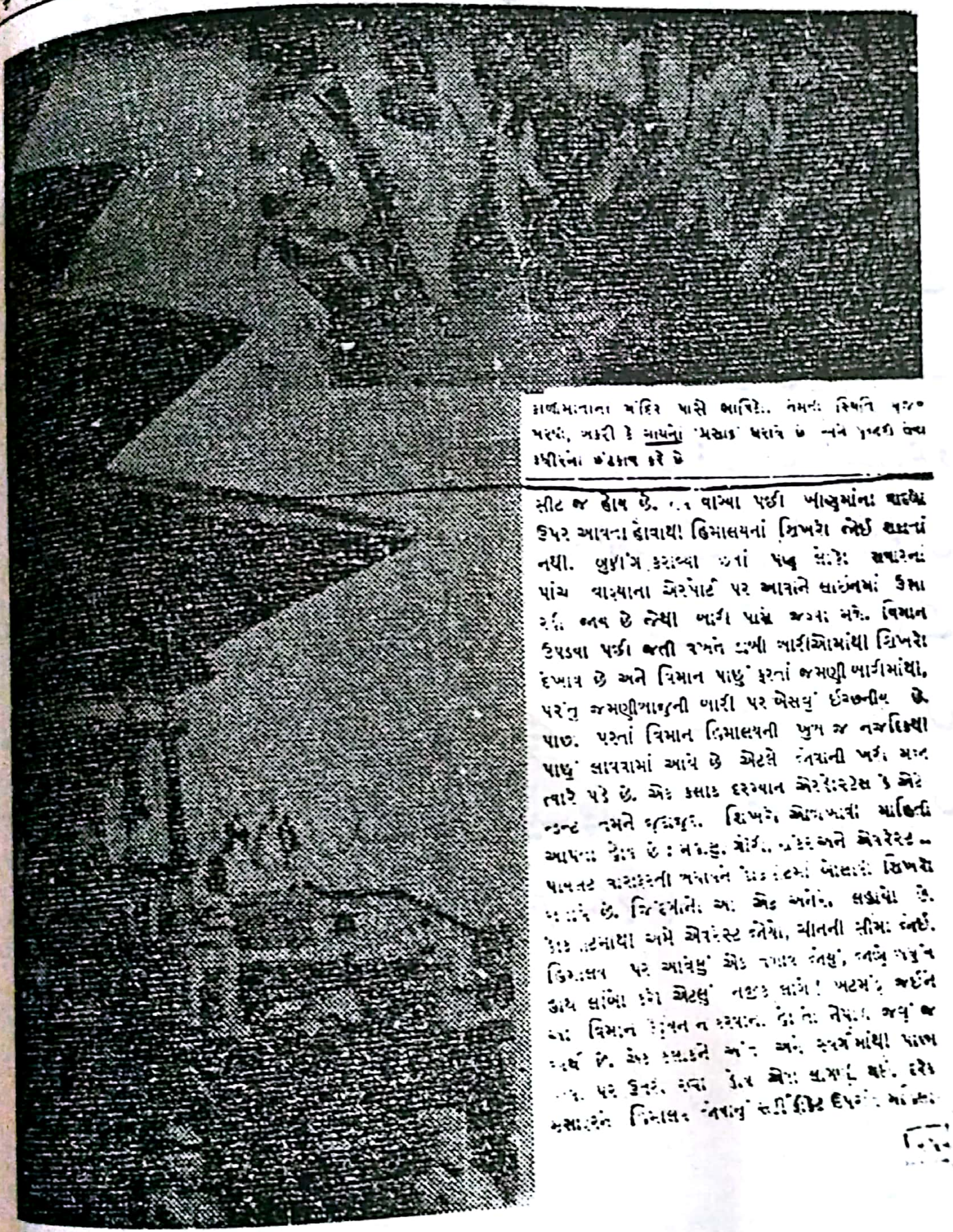
خالص ہندو اسٹیٹ میں گائے کا بلیدان

بڑے تعجب کی بات ہے دل دہلانے والی بھی مگر ہے سچ کہ نیپالی گورکھے جو ہندو مذہب کو ماننے میں تمام دنیا میں مشہور ہیں اور دستوری اعتبار سے نیپال ایک ہندو ریاست STATE ہے۔ ہندو مذہب کو ماننے والے نیپالی گورکھے کٹھمنڈو KATHMANDU کی کالی ماتا کے مندر میں اپنی منت کے مطابق یا حیثیت کے مطابق مرغی، بکری یا گائے کو کالی ماتا کے سامنے ذبح کرتے ہیں۔ بڑی حیثیت کے

مالدار لوگ تو اکثر گائے کی قربانی बली کرتے ہیں۔

ایک ریکارڈ ہے جو خالی میدان میں بج رہا ہے

پھر اس سے زیادہ چونکا دینے والی بات یہ ہے کہ بھینٹ میں قتل کی ہوئی گائے کے خون کا چھڑکاؤ مندر میں خود پجاری لوگوں کے ہاتھوں دیوی کے چرنوں میں کیا جاتا ہے۔ اب یہ پتہ لگانا ہمارے ہندو بھائیوں کے مذہبی عالموں کے ذمّہ ہے کہ ایک ہندو اسٹیٹ میں یہ کام مذہبی علماء اور دھرماچاریوں धर्माचार्यों کے ذریعہ ہو رہا ہے تو اس کی تحقیق تو بہر حال ہونی چاہئے کہ اصل ہندو مذہب میں گائے کی قربانی کالی ماتا کے مندر میں نیپالی ہندو کس دلیل کی بناء پر کرتے چلے آرہے ہیں۔ ورنہ ہمارے ملک میں گائے کی حفاظت کی ہندو مذہب کی بنیاد پر تحریک چلانے والوں کا حال اس شخص کی طرح ہو جائے گا جو کسی خالی میدان میں ریکارڈ بجائے جا رہا ہو۔



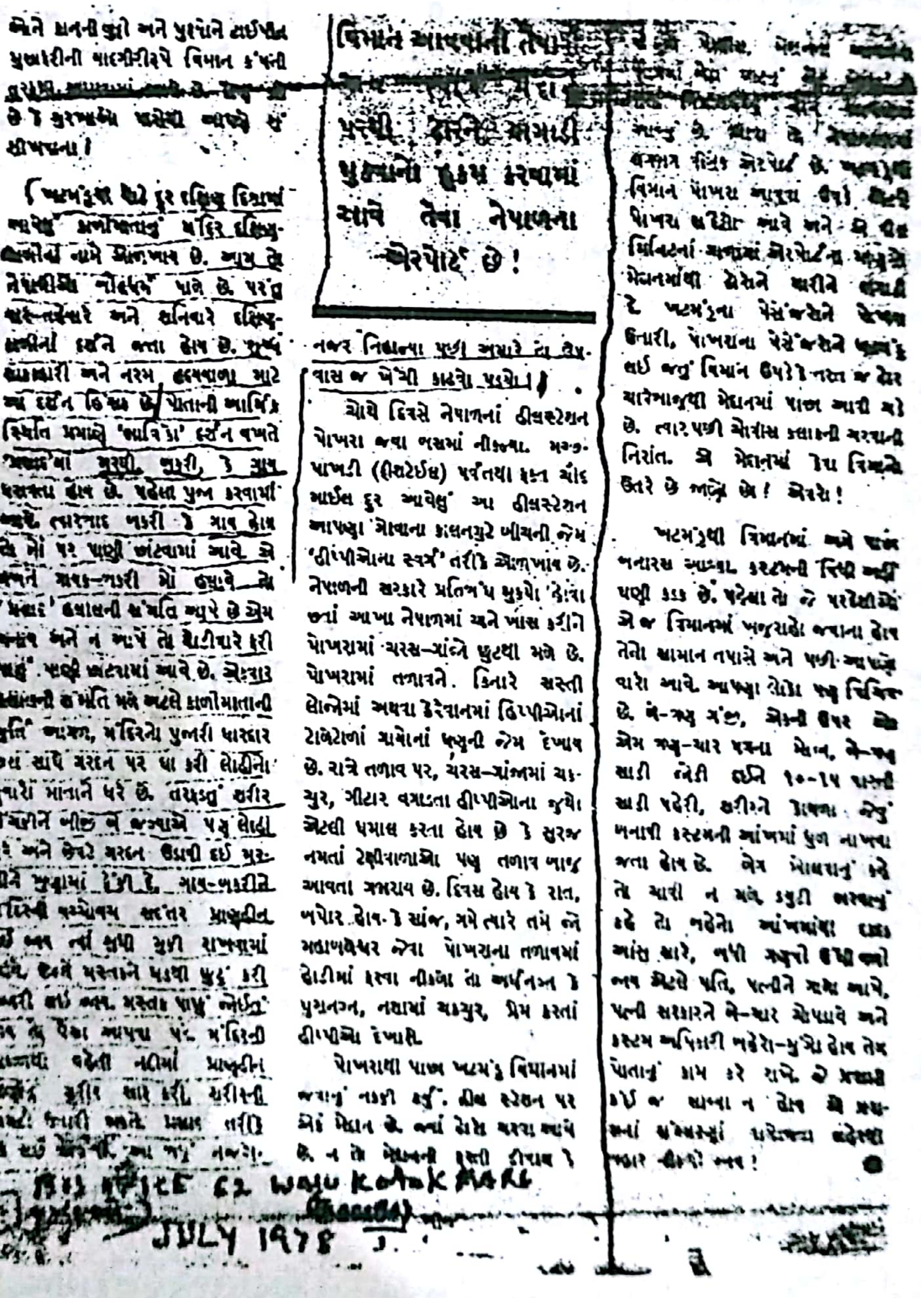
تصویر کیا بتارہی ہے؟

میں نے اپنے دوستوں سے یہ معلومات آنکھوں دیکھی بنیاد پر لی ہیں تاہم بمبئی سے نکلنے والے ''بیج'' (BIJ) نامی گجراتی ماہنامے کے جولائی ۱۹۷۸ء کے شمارے

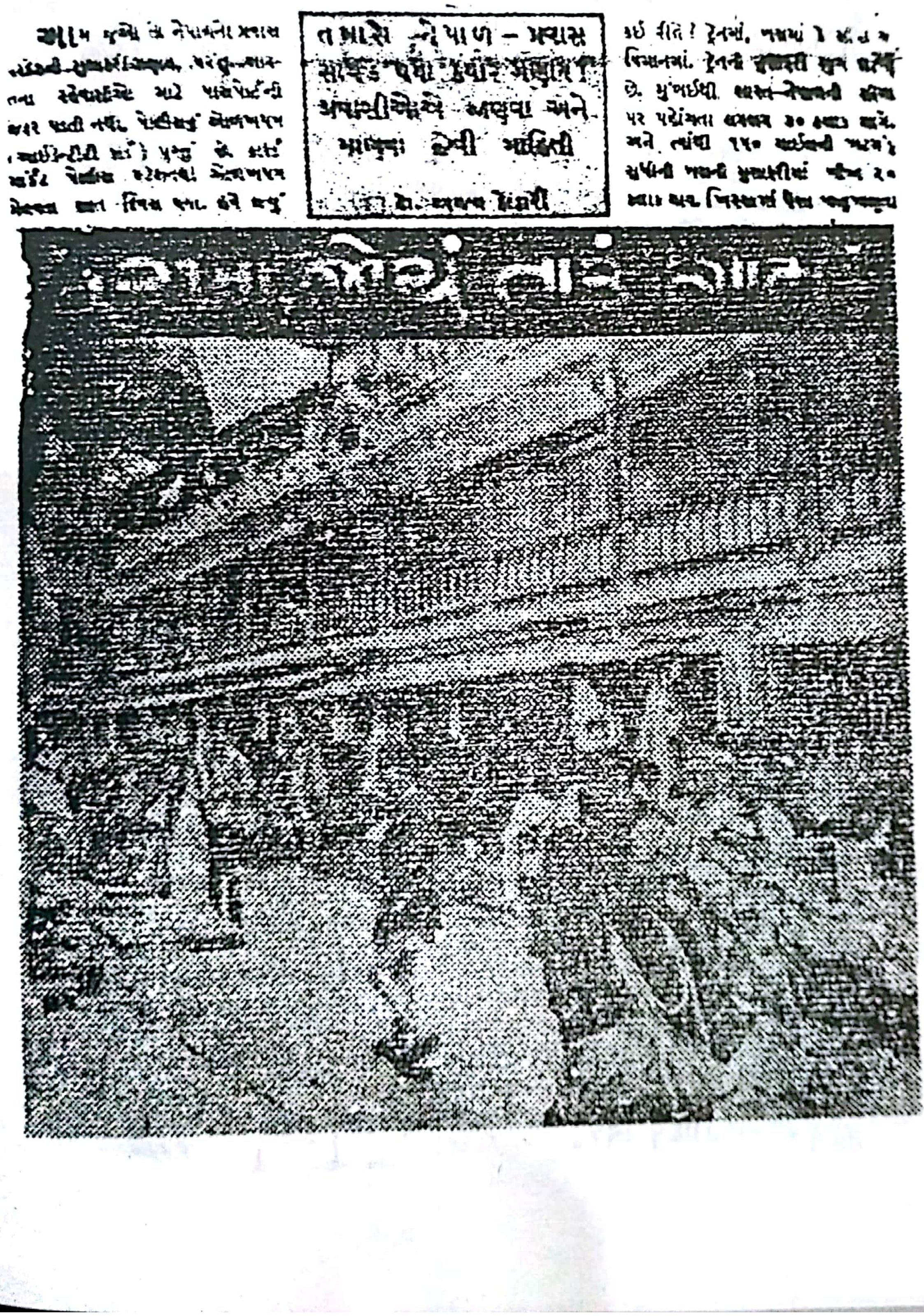
میں جو کچھ لکھا ہے اُس شمارے کے صفحہ ۲۶ پر دیکھا جاسکتا ہے اور اس کا فوٹو بھی آپ دیکھ لیں اور یہ ماہنامہ CHITRALEKHA نامی مشہور گجراتی ماہنامے گروپ کا اخبار ہے۔ جس کا پتہ یہ ہے:

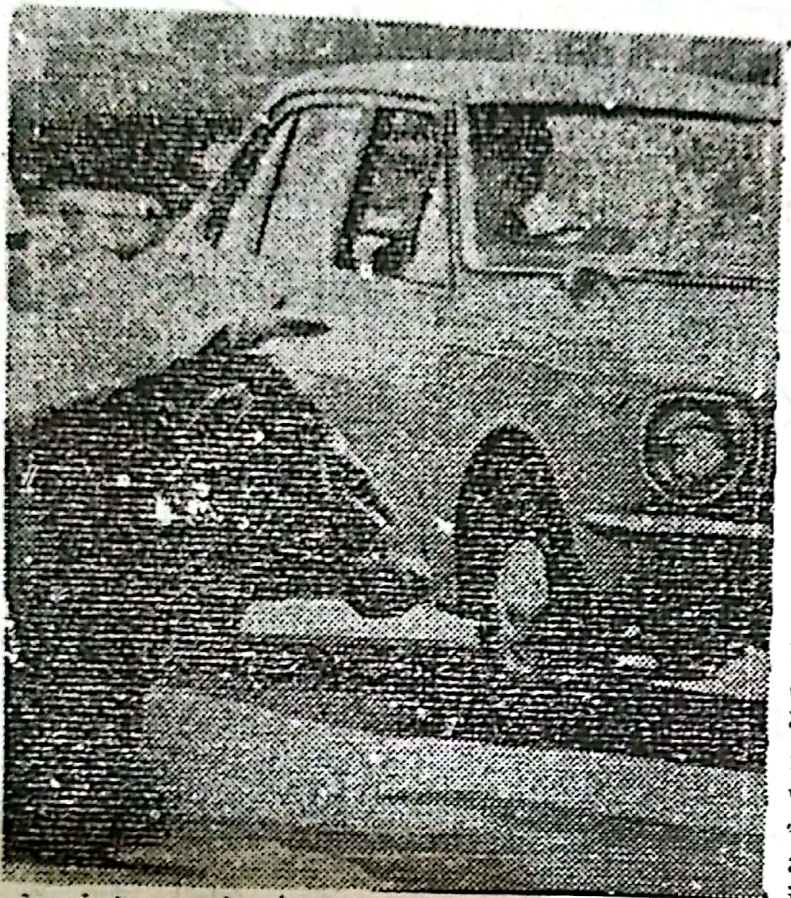
'BIJ' MONTHLY
62, VAYUKATAK MARG,
BOMBAY-1

PHONE: 261526,264730
Gram: MAULIK



نیج: ماہ نامہ نیج بمبئی سے شائع ہونے والا جولائی ۱۹۷۸ء کے شمارہ میں صفحہ نمبر ۲۱ پر بمبئی ہی کے مقیم ڈاکٹر جے کوٹھاری ہیں اُنہوں نے اپنا نیپال کا سفرنامہ ''گورکھا دیکھا تیرا گاؤں'' اس عنوان کے تحت تحریر فرمایا ہے، اسی مضمون کے چند فوٹو اور تحریر پیش خدمت ہیں۔





નેપાળમાં હવે પ્રાચીન અને અર્વાચીન બંને સંસ્કૃતિ જોવા મળે છે: રસ્તા પર ગાય સાથે રંગબેરંગી મર્સીડીસ ટેક્સી પણ રખડતી હોય છે.

અને એટલે પ્લેનમાં જવાનું જ નક્કી કર્યું.

ખટમંડુ માટે ઇન્ડિયન એરલાઇન્સનાં પ્લેન દિલ્હી, બનારસ, કલકત્તા અને પટણાથી જાય છે. પટણા-ખટમંડુનું અંતર ઓછું હોવાથી ટિકિટના દર ઓછા છે. મોટા ભાગના લોકો પટણાથી જવાનું પસંદ કરતા હોવાથી ત્યાંથી જવા-આવવાનો ધસારો વધુ રહે છે અને બુકીંગ મુશ્કેલાઈથી મળતું નથી. દિલ્હીથી ખટમંડુના દર પટણા કરતા લગભગ બમણા છે, પરંતુ દિલ્હીનું પ્લેન આગ્રા, ખજુરાહો, બનારસ થઈને જતું હોવાથી એ જ ટિકિટમાં આ સ્થળોએ એકએક દિવસ ઉતરવું હોય તો ઉતરી શકાય છે. મુળમાં ફૂંટ વાળવાનો હોઠ... એટલે આપણે તો એ રૂટ પસંદ કર્યો.

બનારસથી લગભગ ૪૦ મિનિટમાં ખટમંડુ પહોંચાય છે. વિમાનની બારીમાંથી નજર કરો તો ભારતના નકશામાં જેવી રીતે દેખાય તેવી જ રીતે પર્વતોની હારમાળા અને એની ઉપરથી વિમાન નેપાળમાં દાખલ થાય એ અનુભવને પણ નકશામાં જોવા જેવો ... ખટમંડુનું ત્રિભુવન એરપોર્ટ ઇન્ટરનેશનલ એરપોર્ટ છે. જ્યાં ઇન્ડિયન એરલાઇન્સ, રોયલ નેપાળ ... ઉપરાંત ... વિમાનો ઉપયોગ કરે છે પરંતુ કસ્ટમની વિધી જુઓ ત્યારે આપણને પહેલીવાર થાય કે ભારત આવ્યા તો રહિયાળો છે. અમને ફક્ત પૂછ્યું કે અમારી પોતાની બેગ ખોલવા માટે ટીકડીઓ રોકવા પડશે. ખટમંડુમાં શું લાવો છો અને શું લઈ જાઓ છો તે રામ ભરોસે! એરપોર્ટ પર જ પૂછપરછ વિભાગમાં ખટમંડુની બધી હોટેલો વિશે માહિતી પૂરી પાડવામાં આવે છે. હોટેલના દરો, જગ્યા છે કે નહીં અને રીઝર્વેશન કરવું હોય તો પણ કરી આપે છે.

એરપોર્ટની બહાર નીકળતા જ રંગબેરંગી ટેક્સીઓ જોઈ. મોટાભાગની ટેક્સીઓ જાપાનની ટોયોટા ગાડીઓ હોય છે. જેમાં ડ્રાઈવર ઉપરાંત પાંચ જણ બેસી શકે છે. પેટ્રોલનો ભાવ આપણા કરતાં બરાબર બમણો છે, ૩૪ રૂપિયે પાંચ લીટર. એટલે ટેક્સીનો દર પણ બમણો છે. નેપાળમાં પેટ્રોલ વિમાન દ્વારા લાવવું પડતું હોવાથી પેટ્રોલ મોંઘું પડે છે. થોડી કાળી મર્સીડીસ ટેક્સીઓ જોઈ. સુંદર ચકચકિત અને યુનિફોર્મવાળા ડ્રાઈવર. પરંતુ ટેક્સીને મીટર નહિ, આમ કેમ! અમારા ટેક્સીવાળાએ સમજાવ્યું કે કેટલી કાળી મર્સીડીસ જેટલી નેપાળના રાજના ... ચલાવાતી ટેક્સી કંપનીની છે. ... પણ ... નેપાળના રાજની ... ટ્રાવેલ એજન્સી અને વિમાન કંપની પણ છે! અમારો ટેક્સીવાળો ગ્રેજ્યુએટ હતો અને વધુ અભ્યાસ માટે જર્મની જવાની વાતો કરતો હતો. એના કહેવા મુજબ તો ઘણા નેપાળી ગ્રેજ્યુએટસ ટેક્સી ચલાવતા હોય છે ... નોકરી ન મળે તો બીજો ... કરવા માટે નાણાંની ... નથી. ...

فوٹو اور اصل مضمون کا لفظی ترجمہ تو آپ نے دیکھ لیا۔ اس کی محتاط اُردو تشریح بھی ملاحظہ فرمائیں۔

آنکھوں دیکھا حال

کالی ماتا کے مندر کے پاس عقیدت مند لوگ اپنی حیثیت کے مطابق مرغی، بکری یا گائے کا پرشاد (प्रसाद) پیش کر کے تقسیم کرتے ہیں اور پجاری لوگ گائے کے خون کا چھڑکاؤ کرتے ہیں (فوٹو میں یہ بھی دکھایا گیا ہے)

بھیانک منظر

''کاٹھ منڈو سے تھوڑی دور پر جنوب میں کالی ماتا کا مندر ''دکشن کالی'' کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ خوشی یا تہوار کے موقع پر ہر سینیچر کے دن ''دکشن کالی'' مندر میں درشن کے لئے لوگ بڑی بھاری تعداد میں یہاں جمع ہوتے ہیں۔

سخت VEGETARIAN قسم کے لوگ اور کمزور دل والے لوگوں کے لئے یہاں کا منظر بہت ہی بھیانک اور قاتلانہ ہوتا ہے کہ آدمی کا دم نکل جائے۔ درشن کو یہاں آنے والے لوگ اپنی حیثیت کے مطابق درشن کرتے وقت مرغی، بکری یا گائے کا پرشاد بطور چڑھاوے کے اس طرح حاصل کرتے ہیں کہ پہلے تو گائے کی پوجا کی جاتی ہے اس کے بعد گائے کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے جاتے ہیں۔ اگر گائے نے منہ ہلا دیا تو پرشاد کے لئے منظوری کا حکم سمجھا جاتا ہے اور اگر گائے نے منہ نہیں ہلایا تو پھر دوسری بار پانی کے چھینٹے گائے پر چھڑکے جاتے ہیں۔ ایک بار بھی اگر گائے نے مُنڈی ہلا دی تو یہ مان لیا جاتا ہے کہ اب کالی ماتا نے اس گائے کی قربانی

کا حکم دے کر منت قبول کر لی ہے۔

جہاں قاتل خود پجاری ہے

اب فوراً مورتی کے سامنے مندر کا پُجاری گائے کو لے آتا ہے اور خود پُجاری ایک دھاردار تیز چھُرے سے گائے کی گردن پر زوردار وار کرتا ہے۔ خون کا فوارہ چھوٹتے ہی اس طرح یہ کام کیا جاتا ہے کہ بہتا ہوا خون کالی ماتا کی مورتی کے قدموں میں برابر جا گرے۔ یہ ہونے کے بعد تڑپتی ہوئی گائے کے جسم کو دوسری دو چھوٹی مورتیوں کے سامنے بھی برکت کے لئے بچا ہوا خون بھینٹ چڑھایا جاتا ہے۔ اس کے بعد چھرا چلا کر گائے کی گردن پورے طور پر جسم سے جُدا کر دی جاتی ہے اور یہ کام ٹھیک مندر کے بیچ کے اہم حصّہ میں انجام دیا جاتا ہے۔ جب کٹا ہوا جانور پورے طور پر بے جان یا سرد ہو جاتا ہے تب گردن کو کاٹ کر پجاری خود لے جاتا ہے اگر منّت چڑھانے والا گائے کی گردن کا طالب ہو تو اس کے لئے اُسے پجاری کو الگ سے رقم ادا کرنی پڑتی ہے۔ گائے کا پورا جسم مندر کے پیچھے بہنے والی ندی میں صاف کیا جاتا ہے۔ چمڑا اُتار کر گوشت تمام بھگت لوگ اپنے یہاں پرشاد کے طور پر لے جاتے ہیں۔

دیکھا آپ نے کہ نیپال جیسی ہندو اسٹیٹ میں گائے کی قربانی وہیں کے ہندو مذہب کے ماننے والے نیپالی بھائی کس انداز پر کرتے ہیں۔ بہت ممکن ہے کہ برما، بھوٹان اور تبّت جیسے پڑوسی ممالک میں بھی شاید یہ رسم رائج ہو۔ لیکن اب تک ہم نے دستاویزی

ثبوت حاصل نہیں کئے ہیں اس لئے اس ضمن میں خاموشی اختیار کرنی پڑی۔

اطلاع گھر کے بھیدی کی

ناگپور کے ہندی روزنامہ یگ دھرم युग धर्म کے ۲۳ر جولائی ۱۹۸۳ء کے شمارے میں جیون لال چانڈک صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ "ونوباجی کے حکم کے مطابق ۱۱ر جنوری ۱۹۸۲ء سے کسی بھی عمر کی گائے یا بیل اس ملک میں نہ کٹے، اس کے لئے بمبئی (دیونار) کے قصاب گھر SLAUGHTER HOUSE پر مسلسل آہنسک अहिंसक یعنی پُرسکون اور عدم تشدد ستیہ گرہ چل رہا ہے۔ آج تک سب مذاہب اور فرقوں کے تقریباً ۷۵ ہزار ستیہ گرہی لوگوں نے ملک کے مختلف مقامات سے آکر اس ستیہ گرہ میں ہاتھ بٹایا ہے۔

دیونار کا قصاب گھر SLAUGHTER HOUSE پوری دنیا کا دوسرے نمبر کا اور ایشیا کا پہلے نمبر کا سب سے بڑا قصاب گھر ہے۔ اس میں روزانہ گیارہ ہزار جانوروں کو کاٹنے کی صلاحیت ہے۔ دیونار میں روز ایک ہزار بیل، ایک ہزار بھینس، ایک ہزار سُوّر اور آٹھ ہزار بھیڑ بکرے کاٹے جاسکتے ہیں۔

ہمارے ملک میں کلکتہ، کالی کٹ، بمبئی، بھیونڈی اور دہلی میں سرکاری قصاب گھر ہیں۔ صرف ۸۱-۸۰ء میں دیونار کے قصاب گھر میں ۱۲۱,۶۶۵ ایک لاکھ اکیس ہزار چھ سو پینسٹھ بیل کاٹے گئے۔

ہمارے ملک کی سرکار پچھلے چند برسوں سے غیر ملکی زرمبادلہ FOREIGN

EXCHANGE حاصل کرنے کے لئے گوشت اور چمڑے کی برآمد بہت بڑی تعداد میں کررہی ہے۔ ذیل میں دیئے گئے اعدادوشمار سے اس کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

EXPORT		گوشت کی برآمد
73 - 74	2,000	TON
75 - 76	5,375	"
76 - 77	11,410	"
77 - 78	23,400	"
80 - 81	80,000	"
	122,185	"

۶۶-۱۹۶۵ء میں ۲۷ کروڑ ۲۱ لاکھ روپیہ کا چمڑا ایکسپورٹ کیا گیا۔ اس کے مقابلے میں ۸۰-۱۹۷۹ء میں ۴۲۵ کروڑ روپے کا چمڑا برآمد EXPORT کیا گیا۔ کلکتہ کے ٹینگرا TINGRA سرکاری قصاب گھر میں اور اس کے اطراف کے سو سوا سو قانونی اور غیر قانونی قصاب گھروں میں روزانہ ہزاروں گائیں اور بیل کاٹے جاتے ہیں۔

پنجاب، ہریانہ، اتر پردیش وغیرہ جہاں گاؤکشی ممنوع ہے۔ ایسے علاقوں میں ہر سال لاکھوں جوان اور بہترین گائیں کلکتہ لائی جاتی ہیں اور ان گایوں کو पियूष ग्रंथी دودھ کو بڑھانے والے انجکشن دے کر آٹھ دس مہینوں میں ان گایوں سے زیادہ سے زیادہ دودھ نکال لیا جاتا ہے۔ بعد میں وہ ہمیشہ کے لئے سوکھ جاتی ہیں اور انہیں قصاب گھر بھیج دیا جاتا ہے۔

۱۹۷۹ء میں کیرالا کے وزیر اعلیٰ نے جانکاری دی تھی کہ اس سال کیرالا میں ۱۴لاکھ گائیں کاٹی گئیں STATE TRADING CORPORATION OF INDIA کے چیرمین مسٹر بی کے داس گپتا نے گوشت برآمد کرنے والے بیوپاریوں کی میٹنگ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ دنیا میں سب سے زیادہ पशू धन جانوروں کا گلہ ہندوستان میں ہے۔ لیکن اس حساب سے گوشت برآمد نہیں کیا جاتا۔ اس لئے گوشت کی برآمد کو بڑھانے کی طرف دھیان دینا چاہئے اور اس کی کوشش کرنی چاہئے۔

بھارت سرکار نے نئے نئے جدید قصاب گھر ________ SCIENTIFIC PROCESSING SLAUGHTER HOUSE اور PLANTS قائم کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔

ملک کے جانوروں کا گلہ کس قدر تیزی سے ختم کیا جارہا ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہ سب دیکھ کر ونوبا جی بہت فکرمند اور دکھی ہو گئے تھے اور انہوں نے آخر میں دیونار جا کر ستیہ گرہ کرنے کا حکم دیا تھا۔ ان کے مرنے سے پہلے جو بھی ان کے پاس جاتا تھا اُسے دیونار جانے کی صلاح دیتے تھے۔ کاشتکاری کے اعتبار سے مالا مال ہندوستان میں کسی بھی عمر کے گائے بیل کا قتل قانوناً بند ہو یہ ان کی آخری تمنا تھی۔

جھگڑا کس سے؟

یہاں تک جیون لال چانڈک صاحب کے مضمون کا اردو ترجمہ آپ پڑھ رہے تھے۔ اب کسی ایماندار ہندوستانی کو یہ سمجھنے میں دشواری ہرگز نہ ہوگی کہ ذبیحۂ گاؤ کا

تنازعہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے بیچ مطلق نہیں بلکہ اصل جھگڑا اس ملک کے مذہبی ہندو بھائیوں اور حکومت ہند کے بیچ کا ہے اور صوبائی حکومتیں بھی اس جھگڑے میں مذہبی ہندو بھائیوں کے مقابلہ میں آپ سے آپ فریق بن جاتی ہیں۔

آپسی معاملہ دوسروں کے سر

جب ایک خاص مذہب کے ماننے والوں کا اور ملک کی حکومت کا آپسی معاملہ ہوتو اس معاملہ میں فقط مسلمانوں کو الجھائے رکھنا اور دوسری پچاسوں رکاوٹوں پر سرے سے غور ہی نہ کرنا یہ سلسلہ اب تک چلا آرہا ہے اور یہی سبب ہے کہ اتنی طویل مدّت کے بعد بھی مسئلہ کا اب تک حل ڈھونڈھ لینے میں ہمارے مذہبی ہندو بھائی اور حکومت دونوں ناکام ثابت ہوئے۔

اخباری اطلاعات

آج کل روزانہ چونکا دینے والی اخباری اطلاع لاکھوں لوگوں کی نظروں سے گذرتی رہتی ہے۔لیکن ہمارے ملک کے عوام کا یہ مزاج ہے کہ اس سادگی میں بڑے بڑے اصولی حقائق کو نہ صرف نظرانداز کردیتے ہیں بلکہ بھول جاتے ہیں۔ میں چونکہ الحمدللہ ہندی، مراٹھی، گجراتی، اردو، انگریزی کے اخبارات ورسائل کثرت سے پڑھتا ہوں اور بعض زبانوں پر اللہ کے فضل سے مجھے عبور بھی حاصل ہے، اپنے اخباری مطالعے کی بناء پر یہ عرض کرتا ہوں اور یہ مطالعہ میری ضروریات میں شامل ہے کہ......

۱۹۷۳ء سے ۱۹۸۰ء تک ایک لاکھ بائیس ہزار ایک سو پچاسی ۱,۲۲,۱۸۵ ٹن گائے کا گوشت بڑے اہتمام سے ہوائی جہازوں میں بھر بھر کر ملک کے باہر بھیجا گیا۔اربوں روپے ہمارے ہندو EXPORTERS بھائیوں نے بڑی آسانی سے ہتھیا لئے۔ میں اس سے بھی آگے کی بات عرض کروں کہ اخباروں میں بتائی ہوئی تعداد بہت تھوڑی ہے۔

سات لاکھ ٹن

حقیقت میں مختلف طریقوں سے ۷ لاکھ ٹن گائے کا گوشت ان ایاّم میں ملک

کے باہر بھیجا گیا۔ یہ بھی جان لینا ضروری ہے کہ یہ گوشت کچھ مردہ جانوروں کا نہیں تھا بلکہ خالص گایوں کا تھا جو بڑی بڑی کمپنیوں کے ذریعہ سڑکوں پر گھومنے والی بے ملکیت کی گائے جن کا مالک انہیں گھر میں رکھنے پر تیار نہیں۔ انہیں پانچ پانچ دس دس روپیہ خرچ کر کے ایک جگہ جمع کرایا گیا اور حلال کرا کے گوشت کو صاف ستھرا بنا کر پوری احتیاط کے ساتھ باہر کے ملکوں کو سپلائی کیا گیا۔

منٹوں میں کروڑ پتی

مجھے یہ بتانے میں کوئی جھجک محسوس نہیں ہوتی کہ ان گایوں کو ذبح کرانے کا کام مسلمانوں کو پیسہ دے کر کرایا جاتا ہوگا اس لئے کہ کوئی مسلمان ملک حلال کے علاوہ اور کسی طرح کا گوشت کھانے کو تیار نہیں ہوتا۔ لیکن بے ملکیت کی گایوں کو صحیح طریقہ سے ذبح کرانے کے لئے اتنے سارے مسلمان قصاب بھلا کہاں سے ملتے پھر کیا دیر لگتی کہ منٹوں اور سیکنڈوں میں ارب پتی بننے کے لئے ہندو EXPORTERS نے اندھا دھند گایوں کا قتلِ عام مشینوں کے ذریعہ کرنا شروع کر دیا تا کہ مال کو جلد از جلد اور وقت پر سپلائی کر سکیں۔

حلال کی چادر بے نقاب

برسوں کی یہ کارگذاری اب جا کر عرب ملکوں میں کھلی اور انہیں غیر حلال کے گوشت کا شبہ ہندوستانی EXPORTERS سے ہوا تو انہوں نے ہندوستانی

بیوپاریوں سے گائے کا گوشت خریدنے سے انکار کر دیا اور اپنے آرڈر منسوخ CANCELL
کئے اور مال کی ڈلیوری DELIVERY لینے پر پابندی (BAND) لگادی۔

Saudi bans import of buffalo meat from India

NEW DELHI, Aug. 7 (UNI): — Saudi Arabia has imposed a ban on import of buffalo meat from India, the Lok Sabha was informed yesterday Deputy Commerce Minister P.A. Sangma said to persuade Saudi Arabian Government to lift the ban, an official delegation led by him visited Saudi Arabia to apprise the authorities of the measures taken by the Government to determine and maintain the quality of meat exports.

It had been proposed to tighten up the existing quality control measures and to consider introduction of compulsory pre-shipment quality control for the export of meat. To ensure quality of animals, it has been decided to establish quarantine centres for the quarantine and vaccination of animals for minimum period of 21 days prior to exports, he added.

NAGPUR ENGLISH DAILY 8th AUGUST 1983. PAGE.5

۸/اگست ۱۹۸۳ء کو UNI کی رپورٹ کے مطابق ہندوستانی اخباروں میں
جب یہ اطلاع چھپ گئی تو ایک طرف گائے کے گوشت کے ہندو بیوپاریوں، ایکسپورٹرس
(EXPORTERS) ان کے ایجنٹوں اور گوشت کے دلالوں کے ہوش اڑ گئے اور
حکومت ہند کے DEPUTY COMMERCE MINISTER کے
ساتھ دوڑے دوڑے عرب ملکوں میں سلامی دینے پہنچ ہی گئے آج کل ہوائی جہاز سے
۴-۶ گھنٹوں میں کسی بھی عرب ملک میں پہنچا جا سکتا ہے۔ بڑی چاپلوسی اور خوشامد سے
عربوں کو سمجھایا گیا کہ بھائی ہم تو حلال ہی کا گوشت آپ کو بھیجتے ہیں۔

ذبیحہ کے آداب

دنیا کے ہر آدمی کو سمجھ لینا چاہیے کہ مسلمان ایک صاحب کتاب اُمت ہیں جو اپنی خاص الخاص کتاب 'قرآن مجید' جو آسمانی کتاب ہے اس کے وارث ہیں اور وہ اللہ کے آخری نبیؐ کی زندہ شریعت کے حامل ہیں۔ان کا اپنا ایک قانونی دائرہ ہے اس میں ہر چیز کی تفصیل اور اس کے قواعد موجود ہیں۔کسی جانور کو کھانے کے لئے بھی ان کے مخصوص قواعد ہیں۔اور وہ یہ ہیں کہ جانور حلال کا ہو، چوری کا نہ ہو، ذبح کرنے والا مسلمان ہو، جانور کو قبلہ رخ لٹایا جائے، حلال یا ذبح کرنے سے پہلے چارہ پانی دیا جائے، تیز دھار چھری سے بِسْمِ اللّٰہِ، اللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھ کر رگِ گردن کو اس تیزی سے ذبح کیا جائے کہ چند سیکنڈوں کے اندر پورے جسم کا خون فوراً باہر آجائے۔دماغ اور قلب کے تعلق کو فی الفور طریقہ سے منقطع DISCONNECT کرنے پر ہی اتنے کم وقت میں جانور کے جسم کا خون باہر آسکتا ہے۔چونکہ شریعتِ اسلامی میں بہتے خون کو حرام قرار دیا گیا ہے اس لئے اس قسم کی احتیاط ضروری سمجھی جاتی ہے۔جب ایسے باقاعدہ حلال جانور کا گوشت صاف کیا جائے گا تو گوشت میں کہیں بھی ایک بوند سیّال خون آپ کو نظر نہیں آئے گا۔

دوطرفہ بات اور درباری سلامی

چونکہ جو کام چوری چھپے کئے جاتے ہیں۔اس میں اس طرح کی احتیاط کا برتنا سخت مشکل ہے۔اول تو گائے کے ہندو EXPORTERS بھائیوں نے یو پی، بہار، مہاراشٹر اور دیگر اُن صوبوں میں جہاں گاؤکشی پر پابندی ہے۔وہاں سڑکوں پر

مفت کی گایوں کو سمیٹنے کے لئے بے روزگار لوگوں کو دوڑانا، ان بھوکے پیاسے جانوروں کو چارہ پانی کھلانا، قبلہ رخ لٹانا، ذبیحہ کا صحیح انتظام کرنا، چوری کے مال پر افراتفری کے ماحول میں کیسے ممکن ہوسکتا ہے۔ پھر اس میں ایک مزے کی بات یہ بھی ہے کہ ہندوستانی عوام کو بتانا کہ ہم بھینس، بیل اور بھینسے کا گوشت باہر بھیج رہے ہیں۔ گائے کا گوشت تھوڑے ہی اور مسلم عربوں کو درباری سلامی دے کر کہ "حضور حلال گائے کا بہترین گوشت نوش فرمائیں۔" ایک ہندو EXPORTER حاضر خدمت ہے جو جین بھی ہوسکتا ہے۔ متل بھی توبہ توبہ آواز دو انصاف کو انصاف کہاں ہے۔

ہاں پھر اس سے بھی زیادہ چونکا دینے والی ایک حقیقت سامنے آگئی کہ ایک مسلمان جس میں رائی کے دانے برابر بھی ایمان ہوگا تو گوشت کو منہ میں ڈالتے ہی فوراً معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ گوشت حلال ذبیحہ ہے یا مردار ہے۔ جی کو متلی آنے لگتی ہے اور چکر آتے ہیں لیکن میں نے ایسے لوگوں کو بھی دیکھا ہے کہ جن کا ایمان مضبوط ہو۔ انہیں حلال کے سوا کسی گوشت کا ٹکڑا جیسے ہی ان کے منہ سے لگا۔ انہیں فوراً قے آجاتی ہے۔ بے چارے عرب دن بدن بھلے ہی اسلام سے اپنا تعلق کمزور کئے جارہے ہیں۔ لیکن تاہم انہیں پتہ لگ ہی گیا کہ ہندوستان سے جو گوشت آرہا ہے اس میں حلال حرام سب MIX ہے لہٰذا انہوں نے مال لینے سے انکار کردیا۔ بات یہیں ختم ہوجاتی اگر EXPORT بند ہوجاتا اور ہمارے بھولے بھالے صاف دل ہندو بھائیوں کو تحفظ گائے کی ضمانت مل جاتی اور بے گناہ مسلموں کے سر الزام دھرنے کے گناہ سے بچ جاتے۔ بقول شاعر؎

"تقصیر کسی کی ہوتی ہے الزام کسی پر دھرتے ہیں"

اور ہمارے شریف ہندو بھائیوں اور بدنام زمانہ بے گناہ مسلمانوں کا پردہ رہ جاتا اور بات آئی گئی ہو جاتی مگر برا ہو ہماری حکومت کی دوغلی پالیسی کا ماہ اگست ۸۳ء میں حکومت ہند کا ایک طاقتور DELEGATION وفد ڈپٹی کامرس منسٹر DEPUTY COMMERCE MINISTER شریمان P. A. SINGMA صاحب کی صدارت میں لیفٹ رائٹ LEFT RIGHT کرتا ہوا عرب ملکوں میں پہنچ گیا اور عربوں کو منایا کہ وہ ہندوستان سے گوشت منگوانا بند نہ کرے۔ کیا ہماری حکومت ایمان دار ہے؟ جھوٹ بولنے کی بھی حد ہوتی ہے کہ بھینس BUFFALO کا گوشت بھیجنے کی ہندوستان میں بات کی جائے اور عربوں کے سامنے گائے کے تازہ گوشت کی پیش کش ہو اور انہیں مطمئن کیا جائے کہ بھائی خالص حلال اور گائے کا گوشت ہے لینے سے انکار نہ کریں۔ عرب ہند دوستی زندہ باد۔ گائے بھینس ملا کر بیچو زندہ باد!!

معاشی دیوالیہ پن

آج لاکھوں ہندوستانی باشندے عرب ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ہماری حکومت ہمیں کیوں بے وقوف بناتی ہے۔ بھینس، بھینسے اور بیل کے گوشت کو عرب لوگ ہاتھ لگانے کو بھی تیار نہیں۔ میں اپنے ہندو بھائیوں کو جو ہندو مذہب پر اپنا ایمان رکھتے ہیں۔ یقین دلاتا ہوں کہ عرب ملکوں میں مرغی کا گوشت بھی نہیں چلتا۔ بھینس اور بیل کی کیا بات ہے وہاں مرغی دس روپے کلو، بکری بیس روپیہ کلو، بھینس بھینسے اور بیل کو ایک

روپیہ کلو بھی وہاں کوئی لینے کو تیار نہیں اس کی دو وجوہات ہیں۔ ایک تو بھینس بھینسے بڑی تعداد میں ہوتے ہیں اور جو کچھ ہوتے ہیں وہ انہیں پہاڑی علاقوں میں کسانی کے کام میں لاتے ہیں۔ دوسرے ان کا گوشت بدمزہ اور پھسپھسا ہوتا ہے۔ مرغی چونکہ چارہ کھاتی نہیں اس لئے سستی ہے لیکن گائے کو چارہ دینے کے لئے ان کے پاس انتظام نہیں ہے اسی لئے وہ گائے کا گوشت باہر سے منگاتے اور بہت پسند کرتے ہیں۔

اور عرب ہی کیوں خود امریکہ میں گائے کا گوشت مرغی بکری کے گوشت کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ داموں میں بکتا ہے مثلاً اگر مرغی آپ کو امریکہ میں دس روپیہ کلو ملے تو گائے کا گوشت سو روپیہ سے نیچے نہیں مل سکتا۔

ان حقائق پر سے پردہ اٹھا کر کسی کا دل دکھانا مقصود نہیں بلکہ میں تو اللہ کا خوف رکھ کر یہ بات کہتا ہوں کہ تحفظ گائے کے سلسلہ میں اس ملک میں جو بے چینی پھیلائی جا رہی ہے اس میں حکومت کے معاشی دیوالیہ پن کا بڑا زبردست دخل ہے اور وہ مسلسل ہمارے ہندو بھائیوں کو اس طرح چکمہ دے رہی ہے کہ بات کا صحیح فیصلہ ہو نہیں پاتا اور گاؤکشی ممنوعہ قانون بنا کر بھی گویا لوگوں کو بے وقوف بنانے کی ایک سازش جاری ہے اس سازش کا ایک بھیانک واقعہ دل تھام کر سُن لیجئے۔

لاش پر چادر ڈال دی

برسوں کے گورکھ دھندوں کے بعد چندی گڈھ میں آخر یہ بھانڈا پھوٹ ہی گیا کہ پنجاب میں گائے کی چربی لاکھوں لاکھ ٹن پائی گئی۔ جب بات ہوئی تو پنجاب

CABINET میں یہ مسئلہ سامنے آیا خوب لے دے ہوئی۔ حقیقت کو چھپانے کے لئے گرما گرم بحث کی آڑ میں گائے کی چربی کو بھینس کی چربی مشہور کر دیا گیا اور حکومت کی جان بچانے کی کوشش کی گئی EXPORT IMPORT کا انکار کرنے کے لئے یہ داستان گڑھی گئی کہ ونسپتی گھی میں چربی کا چوری چھپے استعمال ہو رہا تھا۔ پھر بات کا رُخ اور پلٹا گیا اور سچائی کو چھپانے کی پوری کوشش اس وقت کامیاب ہوئی، جب اگست ۸۳ء میں لوک سبھا میں گرما گرم بحث کے بعد اسپیکر جناب بلرام جاکھڑ صاحب نے بڑا دلکش بیان جاری کیا نہایت حسین الفاظ سے پُر خوبصورت RESOLUTION کے ساتھ ایک چادر پھر ڈال دی گئی۔

چربی کی سڑک

یہ تو غنیمت ہوئی اور اللہ کا بڑا کرم کہ پنجاب میں مسلمانوں کی آبادی ہے ہی نہیں ورنہ ایسے دنگے فساد پھوٹ پڑتے کہ مسلمانوں کی چربی پگھل کر پنجاب کی سڑکوں پر پھیل جاتی اور سڑکیں اتنی چکنی اور شفاف ہو جاتیں کہ پھر تو کسی بھی شاہ راہ پر ڈامر بچھانے کی ضرورت باقی نہ رہتی۔

۲۸/اگست ۱۹۸۳ء کے ہفتہ وار ندائے ملّت کا تراشہ حاضر ہے چونکہ خبر میں ایسا کوئی پہلو نہیں جو تشریح طلب ہو لہٰذا آپ تک جوں کا توں پہنچا دیا جا رہا ہے۔ پڑھ کر چوکنا بھی ہو جائیے اور محظوظ بھی ہو لیجئے۔

گائے کی چربی کی تجارت

پنجاب میں گائے کی چربی سے بناسپتی گھی بنانے کی اطلاع آئی ہے۔ ظاہر ہے مسلمانوں کا وہاں گھی کا کوئی کارخانہ نہیں ہے اور نہ ان کے پاس گائے کی چربی امپورٹ کرنے کا لائسنس ہے۔ گائے کے مذہبی تقدس کو عزیز رکھنے والوں کا دھارمک فرض ہے کہ وہ پتہ لگائیں کہ اب تک کتنے پیٹوں میں گائے کی چربی جا کر ان کے خون کا جز بن چکی ہے اور کتنے لوگوں کا دھرم خطرے میں پڑ گیا ہے اور یہ کہ جب ہمارے ہندوستان میں ہندوؤں کی سختیوں کے باوجود یہ چربی کیسے آتی ہے۔ بہر حال یہ حکومت کا فرض ہے کہ ایسے بڑے مذہبی اسکینڈل میں مجرموں کو منظر عام پر لائے۔ یہ مسئلہ اگر مسلمانوں سے متعلق ہوتا تو سارے ملک کے اطراف سے پہنچ کر دھارمک لوگ سارے معاملہ کو نمایاں کئے ہوتے اور پتہ نہیں کتنے لوگ لوٹ پھونک کا شکار ہو چکے ہوتے۔

وقتاً فوقتاً بعض علاقوں میں یہ خبریں بھی گشت کرتی ہیں کہ سور کی چربی بھی کھانے کی بعض چیزوں خصوصاً دال موٹھ وغیرہ میں استعمال ہوتی ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ پبلک کے جذبات کا لحاظ کرکے کھانے کی اشیا میں اس قسم کی ملاوٹ کی روک تھام کرے۔ پبلک کو بھی ان چیزوں کے استعمال میں احتیاط کی ضرورت ہے۔

جہاں تک تاجروں کا تعلق ہے چوروں اور ڈاکوؤں کی طرح ان کا کوئی مذہب نہیں ہوتا جس طرح لوگ جسم کی تجارت کرتے ہیں بلکہ ہر چیز کی تجارت کرتے ہیں اور ان کے سامنے صرف نفع ہوتا ہے خواہ وہ ملک کے راز بیچ کر ہو، اپنی کمیونٹی کو نقصان پہنچا کر ہو۔ اپنی پارٹی کی چھٹی کر کے ہو۔ آگ لگا کر ہو نفع ہونا چاہیئے۔ اس وقت ملک میں رشوت اور ہر قسم کی لوٹ کھسوٹ کے پیچھے صرف نفع کے فلسفے کی کارفرمائی ہے۔ اوپر سے لیکر نیچے تک سب نے اس حقیقت کو تسلیم کر لیا ہے۔ ایمانداری کے نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہ گئی سوال یہ ہے کہ اس کا مداوا کون کرے؟

اردو ہفت روزہ "ندائے ملت"

صفحہ ۶ - ۳ رجولائی ۱۹۸۳ء

کوریا سے تیل

ہماری حکومت اب نابالغ نہیں رہی ہے۔ ۳۵ سالہ نظام سلطنت سنبھالنے کے بعد وزیر لوگ بھی بہت ہوشیار ہو گئے ہیں۔ کہیں گائے کی حفاظت کرنے والے ہندو بھائی بھڑک نہ اٹھیں۔ اس لئے ایک شاندار ڈرامہ اسٹیج کیا گیا کہ یہ چربی ونسپتی گھی میں ملاوٹ کی جاتی رہی ہے اس لئے حکومت اس پر پابندی لگا رہی ہے اور ونسپتی گھی (VEGITABLE GHEE) کی کمی کو دور کرنے کے لئے KOREA سے تیل کے آٹھ جہاز کا فوراً سودا کر کے بتا دیا گیا کہ ہماری سرکار کتنی چوکنّا ہے۔

شاید وزیر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے سوا اس ملک میں کوئی اور ان سے بڑھ کر عقلمند نہیں۔ تیل کے آٹھ جہاز ہم

گھی میں گائے کی چربی

چند ہفتوں سے اخبارات میں یہ خبریں شائع ہو رہی ہیں کہ کچھ تاجروں نے غیر ممالک سے گائے کی چربی منگا کر اس کا گھی تیار کر کے مارکیٹ میں سپلائی کر دیا۔ اب پتہ چلا کہ ۱۷ فرمیں ایسی ہیں جنھوں نے ایسا کام کیا۔ برادران وطن اس مسئلہ میں اتنے حساس ہیں کہ اگر کہیں گائے کی کٹی دم دیکھ لیں تو بھڑک اٹھتے ہیں لیکن اتنا بڑا واقعہ پیش آ گیا کوئی مشتعل نہیں ہوا کوئی ایجی ٹیشن نہیں چلا کہیں فساد نہیں ہوا۔ جب کہ گائے کی چربی پتہ نہیں کتنے لوگوں کے خون میں دوڑ رہی ہوگی کتنوں کا دھرم بھرشٹ ہو گیا ہوگا اس چربی کے اثرات ہزاروں لاکھوں انسانوں کے رگ ریشے میں سرایت کر گئے ہوں گے اور پتہ نہیں کتنی عبادت گاہوں میں اس کا بھوجن کھلایا گیا ہوگا اتنا بڑا پاپ مسلمانوں نے نہیں ہندوؤں کے بڑے بڑے تاجروں نے کیا لیکن اللہ رے سناٹا آواز نہیں آئی۔

اگر اس واقعہ کا ذرا بھی تعلق مسلمانوں سے ہوتا تو قیامت آ جاتی۔ پتہ نہیں کتنوں کے گھر پھونک دیے جاتے کتنے جیلوں کے اندر ہوتے۔ پتہ نہیں وہ دھارمک لوگ کہاں ہیں جنھوں نے اس سنگین جرم کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔

حکومت کو کم سے کم ایک وہائٹ پیپر شائع کرنا چاہیے کہ گائے کی چربی ملک میں کیسے آئی اور کس طرح ان کارخانہ داروں تک پہنچی۔ کون کون سے کارخانے اس میں ملوث ہیں اور کس کس برانڈ میں گائے کی چربی ملی پائی گئی کون افسران اس سازش میں شریک ہیں ان افسران کے خلاف کوئی کارروائی کیوں نہیں ہوئی۔

مسلمانوں کے لیے بھی یہ مسئلہ بہت اہم ہے کہ وہ ایسے گھی کو استعمال نہیں کر سکتے جس میں حرام چربی کی ملاوٹ ہو۔

اردو ہفتہ وار نمائے ملت ۲۸ / اگست ۱۹۸۳ء۔

ہندوستانیوں کو چار گھنٹے کی خوراک بھی نہیں۔ بس بے چاری بھولی عوام چند دنوں کے بعد بھول جائے گی کہ کہاں کا کوریا اور کہاں کی گائے کی چربی۔ پچھلے دنوں جنگ میں کوریا کی ہڈی پسلی ٹوٹ کر چور ہو چکی اور اس بے چارے ملک کا خود ہی تیل نکل گیا تھا۔ مگر واہ رے ہماری مرکزی سرکار کہ مُردوں کا تیل بھی نکالنے کا فن اسے خوب آتا ہے۔ بس کوریا سے آٹھ جہاز تیل کے آجائیں گے اور مسئلہ کا حل ہو جائے گا۔

بیٹوں کی بادشاہی پوتوں کی پیشوائی

مگر جاننے والے جانتے ہیں کہ پنجاب تو کیا دوسرے صوبوں میں بھی گائے کی چربی غذائی اجناس میں ملائی جانی شروع تھی۔ اور اب بھی ہے۔ بابا یہاں جمہوریت ہے۔ ہاں جمہوریت ہے مگر اس کے پردے میں بیٹوں کی بادشاہی اور پوتوں کی پیشوائی ہے۔ وزیر تو بہر حال وزیر ہیں لیکن وزیروں کے بیٹے پوتے اور ان کے حالی موالی اور چیلے چانٹے گائے کی چربی تیل کے ذریعہ ہمارے پیٹ میں ڈالیں گے اور روپیہ بٹور کر ہمارا بھی تیل نچوڑ لیں گے۔

اب ہمارے ہندو بھائیوں کو سوچنا ہے کہ ونوبا جی نے مرن برت رکھ کر اپنی جان دے دی اور کملا پتی ترپاٹھی جیسے پختہ سیاستدان اور تحفظ گائے کے بزرگ داعی خود حکومت میں رہ کر بھی پارلیمنٹ میں حاضر وزیروں سے مخاطب ہو کر یہ کہتے ہیں کہ نرک میں نہ جاؤ۔ نرک میں نہ لے جاؤ۔ ان کے اس درد بھرے اضطراب کو دہلی کے اخبار کی کٹنگ میں آپ بھی جوں کا توں پڑھ لیجئے۔

گائے کی چربی سے لدے ہوئے کئی ٹرک پکڑے گئے

نئی دہلی ۔ پنجاب کے مختلف علاقوں میں گزشتہ آٹھ دنوں میں گائے کی چربی سے لدے ہوئے کئی ٹرک پکڑے گئے ہیں۔ گائے کی چربی کو بناسپتی گھی بنانے کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے اور پنجاب میں کئی افراد کو گرفتار کر لیا گیا ہے لیکن اس کے باوجود منافع کے لالچی کارخانہ دار گائے کی چربی استعمال کئے جا رہے ہیں۔ اور وہ یہ جانتے ہوئے گائے کی چربی استعمال کر رہے ہیں کہ اس کو ان کے ہم مذہب بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ ہندو تنظیموں نے بھی گائے کی چربی استعمال کرنے والوں کے خلاف چند مظاہروں پر اکتفا کیا ہے۔ حکومت نے چربی کی درآمد کو غیر قانونی قرار دیا ہے اور بتایا ہے کہ حکومت نے گائے کی چربی کی درآمد کی کبھی اجازت نہیں دی اور جن لوگوں نے گائے کی چربی درآمد کی ہے انھوں نے اس غیر قانونی طریقہ اختیار ہوگا۔

بمبئی کی بندرگاہ پر سیکڑوں ٹن چربی پڑی ہوئی ہے اور کسٹم حکام اس کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہیں حکومت نے یہ واضح نہیں کیا ہے کہ جو چربی درآمد کی جا چکی ہے اس کا کیا کیا جائے

لوک سبھا میں گائے کی چربی کے استعمال پر گہری تشویش ظاہر کی گئی۔ اسپیکر مسٹر جھاکڑ نے کہا کہ گائے کی چربی سے بناسپتی گھی تیار کرنا اور ایک گھناؤنا جرم ہے۔

مسٹر جھاکڑ نے کہا کہ گائے کی چربی استعمال کرنے والے مسّل اور جیین نکلے۔ اگر کسی دوسرے فرقہ سے تعلق رکھنے والا شخص یہ حرکت کرتا تو اس کے نتائج کا تصور کریں۔ انہوں نے کہا بناسپتی گھی میں گائے کی چربی استعمال کرنے والوں نے کروڑوں افراد کے جذبات مجروح کر دیئے ہیں۔ پنڈت کملا پتی ترپاٹھی کو بحث کے دوران غصے سے کانپتے ہوئے دیکھا گیا۔ انہوں نے وزیروں کی طرف ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا نرک میں نہ جاؤ نرک میں نہ جاؤ

لوک سبھا کو بتایا گیا کہ ہر قسم کی چربی کی درآمد اسٹیٹ ٹریڈنگ کارپوریشن کے تحت کر دی گئی ہے۔

سہ روزہ دعوت دہلی۔
۹ اگست ۱۹۸۳ء

مسلمانوں کے لئے ایک نئی مصیبت

حکومت بجائے اس کے کہ گائے کی حفاظت کے لئے کوئی ٹھوس قدم اٹھاتی۔ اس نے اس مسئلہ کو اب اور بھی الجھادیا ہے۔ ساتھ ساتھ مسلمانوں کی ایک پریشانی اور بڑھ گئی کہ اب وہ ونسپتی گھی کو کس طرح کھائیں گے۔ ایک مسلمان اب ونسپتی گھی کے ڈبے کو شک کی نگاہ سے دیکھے گا کہ اس میں گائے کی چربی ہوگی یا پتہ نہیں بھینس کی چربی، لیکن مجھ جیسا آدمی تو آج ہی سے یہ فیصلہ کرتا ہے کہ ونسپتی گھی کا استعمال اب وہ نہیں کرے گا۔ بلکہ میں اور بھی مسلمانوں سے یہ اپیل کروں گا کہ اگر انہیں حرام حلال کی ذرا بھی تمیز ہے تو انہیں ونسپتی گھی اور تیل کھانا شاید چھوڑنا پڑے۔ کیونکہ آج گائے بھینس ہے۔ کل کُتّے بلّی بھی اس صف میں آجائیں گے۔ پرسوں مُردوں کی چربی بھی ونسپتی گھی کے ساتھ ملائی تو اس میں کیا تعجب ہے۔

علمائے کرام متوجہ ہوں

بڑی قیامت برپا ہے۔ گائے کے ذبیحہ سے ہمارے ہندو بھائی جھنجھلائے ہوئے اور ناراض تھے ہی اور مسلمانوں میں بھی ایک کھلبلی مچ گئی کہ انہیں کھانے کے تیل اور ونسپتی گھی کا استعمال کرنا چاہیے یا نہیں۔

مجھے امید ہے کہ ہمارے علمائے کرام اس معاملے میں آگے آئیں گے۔ مجھے معلوم ہے کہ مسلمان علماء پر پہلے سے پیدا شدہ مسائل کا بوجھ اور انبار اتنا ہے کہ اسی کے حل کرنے میں ان کا بہت سا وقت بیتا جارہا ہے لیکن اس نئے مسئلہ کا حل بھی انہیں تلاش کرنا ضروری ہے اور مجھے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ وہ اپنی جرأت ایمانی اور نورِ نبوت کی روشنی میں اس مسئلہ کا حل ڈھونڈ نکالنے میں ضرور کامیاب ہوں گے۔

تابوت میں آخری کیل

حکومت ہند کے مرکزی وزیر شری یوگندر مکوانا کا وہ بیان جس میں انہوں نے کہا کہ ''ذبیحہ گاؤ پر پابندی لگانے کا قانون بنانے کے لئے حکومت ہند بالکل بے بس ہے اور ہماری مرکزی سرکار کے لئے کسی طرح بھی گنجائش نہیں کہ وہ ذبیحہ گاؤ کے بارے میں قانون سازی کا کوئی قدم اٹھا سکے۔''

اس بیان نے حکومتی سطح پر ذبیحہ گاؤ کو ممنوع قرار دینے کے قضیہ نامرضیہ کے تابوت میں گویا آخری کیل ٹھونک دی۔ (اخباری کٹنگ پیش خدمت ہے اسے پڑھ لیجئے۔ ص:۵۶)

مغل بادشاہ اکبر سے اب تک

حکومت اپنی کسی معاشی مجبوری کی وجہ سے ذبیحہ گاؤ کے ممنوع قرار دینے کا قانون بنانے میں ناکام ہو تو وہ جانے اور اس کا کام۔ بہرحال مغل بادشاہ اکبر کے زمانے سے لے کر اب تک ذبیحہ گاؤ کا جو مسئلہ حل نہ ہوسکا اس کا ہمارے نزدیک صرف ایک ہی سبب ہے اور وہ یہ کہ جب تک اس مسئلہ میں مسلمانوں کو ملوث کیا جائے گا اور انہیں مجرم اور گناہ گار بنایا جائے گا اور جب تک اس جھگڑے میں مسلمانوں کو گھسیٹا اور

युगधर्म

सवाल गोहत्या बंदी का !

कृषि राज्यमंत्री योगेन्द्र मकवाना का यह कथन बुद्धिवादियों की समझ में नहीं आ सकता कि, गोहत्या पर प्रतिबंध के लिये केंद्र कानून नहीं बना सकता। उनकी राय में यह राज्यों का विषय है। देश के विकास की दृष्टि से जब योजनाएं बनती हैं तो शिकायत की जाती है कि राज्यों के प्रति उपेक्षा बरती जा रही है। देश की अर्थ व्यवस्था का संचालन करनेवाले केंद्रीय वित्तमंत्री बड़े ठाठ से जवाब देते हैं कि यह सवाल उठता ही नहीं क्योंकि कोई भी योजना प्रदेशों की परिधि में ही क्रियान्वित होती हैं। यह तो मात्र एक राजनीतिक नारा है।

गौ एक पशुमात्र नहीं-तो देश के सांस्कृतिक व आर्थिक जीवन से भी किस तरह जुडी हुई है, यह बारबार बताने का विषय नहीं। देश के कृषि जीवन से लेकर तो स्वास्थ्य एवं अर्थ विभागों तक इसका संबंध है। गौ को 'मां' इसी संदर्भ में कहा जाता है। यह बताने की आवश्यकता नहीं। एसे विषय पर केंद्रीय मंत्री यह कहें कि यह केंद्र से संबधित नहीं है, राज्यों का विषय है, तो इसे कैसे स्वीकार किया जाय ?

असल में सत्तारुढ दल की दृष्टि गौ का विषय आने पर कुछ साम्प्रदायिक बन जाती है। गौ को मात्र खाद्य के रूप में ही देखन की कुछ तत्वों की नजर के कारण, यह सारी समस्या कायम बनी हुई। है इसी कारण गोवंश की समृद्धि पर भी जितना अपेक्षित है, उतना ध्यान नहीं दिया जाता। यह एक सत्य है। गोमांस का निर्यात नहीं होता, यह मंत्री संसद में बता सकते हैं किंतु जो लोगों के अनुभव है, उन्हे कैसे झुठलाया जाय ?

आश्चर्य इसी बात का है कि, महात्मा गांधी और संत विनोबा समान संत पुरुष भी गौ का यह महत्व प्रतिपादित करते हुए परलोक सिधार गए, परंतु शासन की रीतिनीति में कोई परिवर्तन नहीं आया। जिस केंद्र शासन के निर्देशों पर राज्यों में भी कानून बनते हैं, वह प्रदेशों से, कडाई के साथ यह नहीं कह सकती, इसे कौन मानेगा ? केंद्रीय मंत्री के ऐसे उत्तर जनता की भावनाओं को चोट तो पहुंचते ही हैं, साथ ही देश का भी भारी नुकसान करते हैं। अपेक्षा तो यह है कि देश का कृषि एवं पशु संवर्धन का विभाग इस विषय पर गंभीरता से विचार कर, व्यापक योजना प्रस्तुत करता-परंतु खेद है कि स्वाधीनता के छत्तीस वर्ष बाद भी गौ आज भी उपेक्षित पडी हुई है। उसकी ओर देखने की नजर मात्र, पशु की रह गई। इस स्थिति में परिवर्तन कैसे लाया जा सकता है, यही आज की मूल समस्या है।

ہندی روزنامہ ناگپور ۲۴/اگست ۱۹۸۳ء

رگیدا جائے گا تب تک یہ مسئلہ ہرگز ہرگز حل نہ ہو سکے گا۔ بلکہ اس قضیہ کے بہت سے فریقوں میں سے ایک فریق صوبائی اور مرکزی حکومتوں کے وزراء بھی ہیں جو وقتاً فوقتاً اپنی بیان بازی سے اب تک مسئلہ کو مزید الجھاتے رہے۔

قمیص پیچھے سے پھٹا ہے

لیکن حضرت یوسف علیہ السّلام والی بات ایک بار پھر سامنے آ گئی۔

شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ (یوسف:۲۶،۲۷)

''بیگم عزیز کے خاندان کے اپنے لوگوں میں سے ایک گواہی دینے والے نے گواہی دے دی کہ قمیص اگر آگے سے پھٹا ہے تو یہ سچی ہے اور یوسف جھوٹا اور قمیص پیچھے سے پھٹا ہے تو عورت جھوٹی ہے اور یوسف کا شمار سچوں میں سے ہے۔''

پس کسی کو نہ دکھائی دیتا ہو تب تو وہ کسی دانا اور بینا سے پوچھ لے کہ قمیص کس کا کہاں سے پھٹا ہے۔ بہر حال اس معاملہ میں بھی مسلمانوں کا قمیص پیچھے سے کھینچ کر پھاڑا گیا ہے۔ یہ بے چارے تو ہمیشہ گائے سے دور بھاگتے رہے مگر گائے ہے کہ انہی کے گلے باندھی جاتی ہے اس کو کوئی کیا کرے کہ اگر کسی سماج کے سمجھدار عناصر بھی سچ کو سچ ماننے کو تیار نہ ہوں۔ تو پھر یہی کہا جا سکتا ہے کہ

نرالی ہے عدالت مدعی خود جس کے قاضی ہیں
یہاں جو بے خطا نکلے اسے چھوڑا نہیں کرتے

سورۂ یوسفؑ ضرور پڑھئے

امر واقعہ یہ ہے کہ گائے کو مسلمانوں کے پیچھے دوڑایا گیا۔ مسلمان ہے کہ بے چارا اس سے پیچھا چھڑانے کے لئے ہمیشہ بھاگتا رہا۔ عقل مند، ذی فہم اور صاحب بصیرت لوگوں کے لئے مالکِ یوم الدین نے کھلی آنکھوں ہر ایک کو یہاں یہ شہادت دکھادی کہ گائے کو مقدس ماننے والے لوگ، گائے کی حفاظت کا عقیدہ رکھنے والے لوگ، گائے کے نام کی دُہائی دینے والی صوبائی حکومتیں اور مرکزی سرکار اور بیچ میں بے چارا پھٹے حال اور قسمت کا مارا مسلمان اس دوڑا دوڑی اور بھاگم بھاگ میں بوکھلاہٹ و گھبراہٹ کے عالم میں اس کشمکش سے پیچھا چھڑانے بھاگ کھڑا ہوا۔ لیکن کسی ایک نے نہیں سب نے مل کر اس کے پیچھے دوڑنا شروع کیا اور اس کا دامن اتنا کھینچا اتنا کھینچا کہ غریب کی قمیص پھٹ کر رہ گئی۔

ایک چاک گریباں ہو تو سی لوں یارب
ظالم نے تار تار کردیا میرا دامن

اس موقع پر اس مضمون کے ہر پڑھنے والے سے میری گذارش ہے کہ قرآن مجید کی بارہویں سورۃ ''سورۂ یوسف'' کا مطالعہ ضرور کریں۔ اس سورۃ کو ترجمہ کے ساتھ اگر آپ ایک مرتبہ بھی پڑھ لیں گے تو حضرت یوسفؑ کی بے گناہی اور بے قصوری کا نقشہ آپ کو ہندوستانی مسلمانوں کی پیٹھ پر اُبھرا ہوا نظر آئے گا۔

بس دنیا کی کسی بھی عدالت میں جہاں انصاف پسندوں کے ہاتھ میں قانون ہو اس مقدمہ کو دائر کر کے یہ ثابت کر دکھلانا اب کچھ زیادہ مشکل نہیں کہ اس پورے جھگڑے میں مسلمان محض بے قصور ہیں۔

دو اخباری تراشے

آج ۲۶/اگست ۸۳ء کو مضمون سے فارغ ہوتے ہوتے ایک انگریزی اخبار کا تراشہ پھر سامنے آگیا۔ ناگپور کا انگریزی روزنامہ THE HIT VADA کے حوالے سے دہلی کی ایک خبر کو شائع کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ غازی آباد کی فرم "جین شدھ ونسپتی لمیٹڈ دہلی" کو گائے کی چربی کے استعمال کے سلسلہ میں حکومت نے اپنے قانونی شکنجے میں لے لیا ہے۔ مزید تفتیش کے لئے معاملہ کو CBI کے حوالے کردیا گیا ہے۔

اس خبر سے معاملہ کا صرف ایک پہلو ہی نہیں بلکہ ہزاروں پہلو ایسے نکلتے ہیں جن پر غور کرنے سے یہ ماننا پڑے گا کہ گاؤکشی کے معاملہ میں مسلمانوں

CBI asked to probe import of beef tallow

NEW DELHI, Aug. 25 (UNI): —The Central Bureau of Investigation (CBI) has been asked to probe the imports of beef tallow by a Ghaziabad Firm, owned by Messers Jain Shudh Vanaspati Limited, Delhi.

Disclosing this in the Lok Sabha today, Commerce Minister V.P. Singh said customs authorities had been directed not to release beef tallow stocks that were lying at Bombay and Calcutta ports.

Mr. Singh was replying to a short notice question on imports of beef tallow by the Ghaziabad firm tabled by Mr. Krishna Chandra Pandey (Cong-I) and Dr. Vasant Kumar Pandit (BJP)

Mr. Singh said no import licence had been issued to Messrs Jain Shudh Vanaspati Limited specifically for the import of beef, buffalo or pig tallow.

He said the Prevention of Food Adulteration Act and the vegetable oil products control order did not permit the use of tallow in Vanaspati.

Amid shouts of 'shame shame' from the treasury benches, Mr. Singh said import of beef tallow became possible from April 1978 during the Janata Party Regime. Had the Janata Party Government taken precautions to remove this item from the OGS List, the present situation could have been avoided.

Import of all tallow was chanalised through STC in June 1981.

Mr. Singh told Mr. Pandey that the firm had indulged in unauthorised imports of 12,800 tonnes of soyabean oil even though it was an item chanalised through STC. The customs had instituted a case in this connection.

He told Dr. Pandit that he had no information regarding the establishment of captive units by Vanaspati manufacturing units for making soap.

Dr. Karan Singh (IND) wanted the present stocks of illegally imported been tallow to be seized and destroyed.

THE HIT VADA 26th AUGUST-83

کو مجرم قرار دینے کا سلسلہ اب قطعی طور پر بند کیا جانا چاہیے۔

ایک اور اخباری تراشہ حاضر خدمت ہے کہ گائے کی چربی کے کاروبار کے خلاف مہم چلانے والے لیڈر کو جان کا خطرہ ہے۔ خبر جوں کی توں پیش ہے۔ آپ خود پڑھ کر فیصلہ کر لیں کہ کیا اس پورے گورکھ دھندے میں مسلمان آپ کو کہیں دکھائی دے رہا ہے؟

چربی کے خلاف مہم چلانیوالے لیڈر کو جان کا خطرہ

نئی دہلی۔ لوک دل کے سکریٹری مسٹر راجیشور راؤ سنگھ نے اندیشہ ظاہر کیا ہے کہ ان کی جان کو خطرہ ہے کیونکہ وہ وناسپتی گھی میں گائے کی چربی کے استعمال کے خلاف ملک گیر مہم چلا رہے ہیں۔ ۲۴ راگست کو ایک پریس کانفرنس میں انہوں نے بتایا کہ مجھے کسی نامعلوم شخص نے ٹیلی فون پر دھمکی آمیز لہجہ میں کہا ہے کہ میں چربی کے استعمال کے خلاف اپنی مہم بند کر دوں۔ مسٹر سنگھ نے گذشتہ شب راجیہ سبھا میں دیئے گئے اپنے بیان کا اعادہ کرتے ہوئے کہا کہ ملک میں وناسپتی میں استعمال کی غرض سے بڑے پیمانے پر گائے کی چربی درآمد کی جا رہی ہے انہوں نے کہا کہ اگر بیان غلط ثابت کر دیا جائے تو میں راجیہ سبھا کی نشست سے استعفیٰ دے دوں گا۔ مسٹر سنگھ نے حکومت پر الزام لگایا کہ وہ اپنی غلط کاریوں کی پردہ پوشی کر رہی ہے۔

صفحہ ۲ سہ روزہ دعوت دہلی۔ ۲۵ راگست ۱۹۸۳ء

مسلمانوں کے نام چند قرآنی احکامات

اس مضمون میں ہم نے جن حالات پر روشنی ڈالی ہے اس کے تحت ہندوستانی مسلمانوں پر بھی ایک خاص ذمہ داری عائد ہوتی ہے جس کا تذکرہ کرنا ہم ضروری سمجھتے ہیں۔ کچھ کڑوی باتیں ضرور ہیں لیکن جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے "اَلْحَقُّ مُرٌّ" حق ہمیشہ تلخ اور تیکھا ہوتا ہے اور ایک حدیث شریف میں یہ بھی آیا ہے کہ "حکمت، دانائی اور دانش مندی مومن کی گمشدہ چیز ہے۔ جب بھی ملے جہاں بھی ملے فوراً حاصل کرلے۔" عقل وفہم کا استحقاق ایمان والی قوم کو دوسروں کے مقابلے میں کچھ زیادہ ہی ہوتا ہے۔

گاؤکشی کے مسئلہ پر جن حقائق کی روشنی میں ہم نے اس کتابچہ میں اپنے قلم کو حرکت دی ہے اسے سامنے رکھتے ہوئے قرآن مجید کے حسب ذیل چار مقامات پر ہندوستانی مسلمان خاص طور پر اپنی نگاہ اگر رکھیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ان کے خیرِ اُمت ہونے، آسمانی کتاب کا وارث ہونے اور ملک میں ایک بہتر فلاحی اور اصلاحی گروہ ہونے کا ثبوت یہاں کے عوام وخواص اور حکومت کو فراہم کیا جاسکے گا۔

برادرانِ وطن میں تقسیم ہند سے قبل کے پچاس سال اور اس کے بعد کے زمانے

میں مسلمانانِ ہند کی تصویر کچھ اچھی نہیں ہے اور اس میں ہر جگہ صرف مسلمانوں کا قصور ہے یہ بات بھی نہیں۔ ٹھیک اسی طرح ہر موقعہ پر برادرانِ وطن ہی غلط فہمی کا شکار ہوتے ہیں۔ یہ بات بھی کہنا درست نہیں۔ بلکہ ٹھیک ٹھیک اور متوازن تصویر ان دونوں باتوں کے بیچ ہے۔ ایسا مان لینے میں کوئی حرج نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف:۲۰۱)

”بلاشبہ جو لوگ اللہ کا خوف اور لحاظ رکھتے ہیں یعنی پرہیز گار ہیں ایسے لوگوں کو الجھانے کے لئے یا پریشان کرنے کے لئے شیطان کی طرف سے جب بھی کوئی چکر چلایا جاتا ہے تو یہ لوگ فوراً چوکنا ہو جاتے ہیں اور ایسے متقی لوگوں کی یہ شان بھی ہے کہ وہ بصیرت سے کام لیتے ہیں۔“

اوپر درج شدہ آیت میں ہم نے لفظی ترجمہ کا لحاظ کرتے ہوئے آیت کی ترجمانی پیش کی ہے۔ یہ آیت ایمان والوں کو چوکنّا کرتی ہے کہ وہ اس دنیا کی زندگی میں شیطان کے مقابلہ میں کامیاب ہونے کے لئے زمین کی اس ناہموار گھاٹی کے دندانہ دار پہیوں میں امتحان کی غرض سے ڈالے گئے ہیں کہ جہاں انہیں روز نت نئے مسائل درپیش ہیں۔ بعض مسائل ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن میں اہل ایمان بے قصور ہوتے ہیں۔ لیکن شیطانی چکر اس قوت اور مکر و فریب سے اپنا پہیّہ گھماتا ہے کہ ہدایت سے ویران اُجڑے ہوئے بنجر دلوں میں ان کے قصوروار ہونے کی تصویر بنتی ہی رہتی ہے۔

میں اس موقعہ پر اپنے برادرانِ ملّت سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ وہ مسئلہ ذبیحۂ گاؤ پر کسی جھنجھلاہٹ کا شکار نہ ہوں۔ غیض وغضب میں مبتلا ہو کر حقوق طلبی کی تحریک نہ چلائیں بلکہ حالات کا بغور مطالعہ کرتے ہوئے اس اُلجھن بھرے ماحول سے نکل آئیں اور اپنے رحمدل ہندو بھائیوں سے برادرانہ اور دوستانہ تعلقات پیدا کر کے جب کبھی ضرورت ہو، اس مسئلہ پر اس طرف ان کا دھیان دلائیں کہ اس مسئلہ کا اصل حل مسلمانانِ ہند کو گاؤکشی کا اشتہاری مجرم بنانے سے ہرگز نہیں نکل سکے گا۔ بلکہ اصل مجرموں کی تلاش اور صحیح سمت میں نشاندہی کر کے اپنی رہنمائی میں ماحول تیار کریں۔

بے مقصد بحث اور مضامین کی فضول تکرار سے پرہیز کریں۔ یہ مسئلہ سال دو سال میں دو ایک مرتبہ اپنا سر اٹھاتا ہی رہتا ہے۔ سمجھدار پڑھے لکھے مسلمان اور سنجیدہ علمائے کرام ایسے مواقع پر حالات کا گہرا مشاہدہ کریں اور کوشش کر کے کسی طرح بھی ان معاملات کو جوشیلے مسلمانوں کے ہاتھ میں نہ جانے دیں۔

بس حالات کو درست کرنے کے لئے اس مسئلہ سے خاموش دوری بلکہ علانیہ دوری اختیار کرنا مناسب ہے۔ ۳۰ کروڑ انسان جس غذا کو کھانے کا ''جائز جرم'' کرتے ہوں۔ اس جائز جرم کی سزا صرف مسلمان اکیلے کیوں بھگتیں۔؟

قرآن مجید نے کیا خوب بات کہی کہ کھنچاؤ تناؤ اور اشتعال کے مواقع پر بھلی بات کہہ کر ہی الجھن بھرے ماحول سے چھٹکارا حاصل کیا جاسکتا ہے۔

وَقُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ○ (بنی اسرائیل۔۵۳)

اے نبیؐ! آپ میرے بندوں سے فرمادو کہ وہ جب بھی بات کہیں تو اس میں نہایت
ہی حسین اور بناؤ سنوار کا بھلا پہلو نمایاں ہو۔ یقیناً شیطان تو برابر اس گھات میں ہے
کہ کسی طرح بھی انسانوں کے درمیان کھینچ تان کا ماحول پیدا کر دے اور شیطان تمام
انسانوں کا کھلا ہوا دشمن ہے۔

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ
السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ (حم السجدہ:۳۶)

اور جب کبھی تم کو شیطان کی طرف سے چھیڑ چھاڑ اور اشتعال کا اندیشہ ہو تو فوراً سہارا
حاصل کرنے کے لئے اللہ کے دامنِ رحمت میں پناہ حاصل کرلو۔ بلاشبہ وہی سب
کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

مسلمانانِ ہند کے ہر سطح کے رہنماؤں کو یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ اسلام میں اصلی چیز دعوت کو پیش کرنا ہے۔ دعوت کے لئے ماحول اور فضا ساز گار ہونی چاہیے۔ جب انسانی عقلوں پر تالے پڑ جائیں اور بداخلاقی کا جزام عین صحت قرار دیا جائے اور کسی اقتصادی غلطی کو درست کرنے کے لئے حکومتیں اپنی اپنی سطح پر سچ اور جھوٹ کا معجون مرکب بنی ہوئی ہوں اور کوئی نہ ختم ہونے والی داستان اہل ایمان کو وقت کی رفتار میں الجھائے ہوئے ہو تب ایسے موقع پر جذباتی ہیجان یا نعرے بازی یا حقوق طلبی کا کوئی مظاہرہ بھی صاحبِ دعوت اُمت کے لئے مفید نہیں ہوسکتا۔ ایسے تمام مواقع پر ایک طرف گہری نظر اور دوسری جانب بغیر کسی ذہنی انتشار کے صبر و سکون اور برداشت کا ماحول بنا رہے اور ہر ہر موقع پر اللہ کی پناہ اور اس کی حفاظت کے سائے میں جگہ

پانے کے لئے مومن برابر کوشش کرتا رہے، اور اُلجھن میں ڈالنے والی شیطان کی ہر چھیڑ چھاڑ کو پوری طرح ناکام بناڈالے۔

کیا یہ عقلمندی یا سوجھ بوجھ کی بات ہوسکتی ہے کہ گائے کا گوشت استعمال کرنے والے، اس سے اقتصادی نفع اٹھانے والے تیس کروڑ سے اوپر لوگ ہیں۔ ان کے ساتھ حکومت کی پوری مشنری بھی ہو اور اِدھر پورے ملک میں چند لاکھ مسلمان وہ بھی حلال کے دائرے میں رہ کر گائے کے گوشت کی بہت چھوٹی سی مقدار صرف پیٹ بھرنے کے لئے استعمال کرتے ہوں وہ ان لوگوں سے اُلجھ کر اپنا سر پھڑوائیں جو گائے کے تقدس کا عقیدہ رکھتے ہوں؟

بابا یہ کہاں کی عقل مندی ہے، کہاں کا فہم اور کیسی بصیرت ہے، سر پھڑ والینا تو بہت معمولی بات ہے یہ مسئلہ جب خطرناک رُخ اختیار کر لیتا ہے تو عبادت گاہیں جلائے جانے کی، دوکانوں، مکانوں اور کھیت کھلیانوں کے تباہ و برباد ہونے کی حتیٰ کہ بے گناہ عورتوں کی عصمت دری اور معصوم بچوں کے قتل وخون خرابے تک کی نوبت آجاتی ہے اور یہ تمام بھگتان صرف مسلمانوں کو بھگتنا پڑے۔ جبکہ مسلمانوں کے علاوہ گائے کا گوشت کھانے میں ایک طویل فہرست ان قوموں کی ہے جن کا اوپر ذکر کیا جاچکا۔ کیا ان قوموں پر جو کہ خاصی تعداد میں گائے کا گوشت استعمال کرتی ہیں۔ کوئی ایسی بھیانک مصیبت آتی ہے جو مصیبت مسلمان اب تک جھیلتے رہے ہیں۔ پھر تو یوں کہنا چاہیے کہ کرے کون اور بھرے کون والی کہاوت یہاں مسلمانوں پر چسپاں ہوگئی۔

مسلمانانِ ہند کو قرآن مجید کی حسبِ ذیل آیات کو بھی ہمیشہ اپنے دھیان میں

رکھنا چاہیے۔ جس میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ o وَمَا یُلَقّٰهَا اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَمَا یُلَقّٰهَا اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ o (حم السجدہ: ۳۴،۳۵)

من مٹاؤ اور بگاڑ کے مواقع آنے پر بھلائی سے اور حُسنِ سلوک سے اس وقت کو ٹال دو اگر ایسا کر سکو تو اس کا نتیجہ یہ دیکھ لو گے کہ جس شخص کے اور تمہارے درمیان دشمنی چل رہی تھی وہ گاڑھی دوستی میں تبدیل ہو جائے گی۔ لیکن خوب سمجھ لو کہ یہ کام وہی لوگ کر سکتے ہیں جو صابر ہو کر جی کو تھامنے والے ہوں اور یہ کام انہی لوگوں کے ذریعہ انجام پا سکتا ہے جو بڑے صاحبِ نصیب ہیں۔

تیکھا اندازِ بیان

آیت کا ایک ایک لفظ معانی و مطالب افہام و تفہیم کا سمندر ہے۔ کوئی کہاں تک ان سب خوبیوں کو گنا سکے گا البتہ ہم اس آیت کی روشنی میں اتنا ضرور عرض کریں گے کہ ۱۹۳۰ء سے اب تک کوئی پچاس برس کے عرصہ میں ملّت اسلامی فی الہند کے قائدین مسلمانانِ ہند کے مسائل کا حل کرنے میں اتنے جھنجھلائے کہ ان کی گفتار و تقاریر میں آگ اُگلنے والے مضامین نکلنے لگے اور تادم تحریر یہ سلسلہ جاری ہے۔ بہت ہی تیز اور تیکھا اندازِ بیان جن سے مسلمانوں کا بھلا تو کیا ہوگا۔ اُلٹے اور پچاسوں مسائل سامنے آجاتے ہیں۔ اور بڑی بات یہ ہوتی ہے کہ مظلوم مسلمان کسی رہبر ملت کی جوشیلی تقریر سن لینے کے بعد غیض و غضب لئے ہوئے منتشر ہو جاتے ہیں

اور اپنے دنیاوی معاملات میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ بس آدھی رات کا جوشِ جنون ہوتا ہے۔ لیکن دیگر فرقہ پرست اور جارحانہ طاقتیں مسلمانوں کے مقابلے میں اٹھ کھڑی ہوتی ہیں، متحد منصوبے بناتی ہیں اور رقریب قریب ایک درجہ میں یہ ردعمل ہوتا ہے ہمارے ملّی اور قومی لیڈروں کی گرما گرم اور دھواں دھار تقاریر کا جو نہایت ہی مغلوب الغضبی کی کیفیت میں آکر مسلمانوں کو بہت جوشیلی تقریریں سنانے کے عادی ہیں۔ صبح ہوتے ہوتے یہ انجن ٹھنڈے ہو جاتے ہیں اور شب کی شعلہ نمائی طلوعِ فجر پر راکھ کا ڈھیر ہو جاتی ہے۔ کاش ہمارے ان قائدین کو معلوم ہوتا کہ آپ تو بقول شاعر ؎

آگ تھے ابتدائے عشق میں ہم
ہوگئے خاک انتہا یہ ہے

اس شعر کا مصداق بن گئے لیکن شاید ہی کسی نے اس نتیجہ پر غور کیا ہو کہ جسم و جان کو پھاڑ دینے والی ان تیز وطرار، آتش فشاں تقریروں نے مسلم دشمن عناصر کے ان سوئے ہوئے خوں خوار بھیڑیوں کو راتوں رات کوڑے مار مار کر جگایا کہ جن کے دانت اور زبانیں مسلمانوں کے خون کا ذائقہ کئی مرتبہ چکھ چکی تھیں۔ ایک بار پھر ان کے بھوجن کا سامان مہیا کر دیا گیا۔

حضرت مولانا علی میاںؒ کی اپیل

اس زمانے کے عالمی سطح کے مفکرِ اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہٗ نے غالباً ۱۹۷۷ء میں ندوۃ العلماء لکھنؤ کی اپنی تقریر میں ایسے جوشیلے مقررین سے یہ اپیل کرتے ہوئے کہا تھا کہ

''اللہ کے لئے دس سال آپ ہمیں دے دیجئے اور اس عرصہ تک ہمیں صبر وسکون سے کام کرنے دیجئے ہم نے آپ کو بہت موقع دیا بہت خاموشی اختیار کی اب کچھ دنوں کے لئے آپ خاموش رہیں۔ تعمیری کاموں میں لگ کر زبان درازی سے پرہیز کریں اور تھوڑا انتظار کریں تا کہ نرم گفتاری، سوزِ دل، ہمدردی، استدلال اور دل کی گہرائی سے مسائل پر سوچنے کا نبویؐ اور قرآنی انداز اختیار کیا جا سکے۔''

مائیکِ ملّت سے رحم کی اپیل MERCY APPEAL

میں بڑی صفائی کے ساتھ آپ سے عرض کروں کہ اگر ملّت کے اس حکیم کی بات ہماری پوری قوم بھلے ہی مانے نہ مانے، لیکن کم از کم ہندوستان کے وہ سو پچاس اہم لوگ جن کو مائیک MIC کے سامنے جانے کا موقع ملتا ہے یا مائیک کے سامنے ان کو کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ کیا ان جوشیلی تقاریر کے بغیر ان کو چین نہیں؟ اللہ کے لئے ٹھنڈا اور نرم طرزِ استدلال اختیار کریں جس میں حکمت، دانائی اور دانشمندی کا پہلو نمایاں ہو کہ جو مسائل آج ہمیں الجھن میں ڈالے ہوئے ہیں۔ یہ تمام الجھنیں دوسروں کے سر آسانی سے ڈالی جا سکتی ہیں۔

مجھے بھی بہت سے مواقع پر ایسے جوشیلے مقرروں کی تقاریر سننے کا اتفاق ہوتا رہا ہے۔ کہیں کوئی قائد ملت انسانی کھوپڑیوں کے قطب مینار بنانے کی دھمکی دیتا ہے۔
ایک صاحب عزم رہنمائے قوم نے یہ شعر پڑھ کر تقریر کی ابتدا فرمائی:

آگ ہے اولاد ابراہیمؑ ہے نمرود ہے
کیا کسی کو پھر کسی کا امتحاں مقصود ہے؟

جلسے میں شریک غیر مسلم حضرات نے اس کے اُلٹے معنیٰ سمجھ لئے۔ بس دوسرے دن شہر میں آگ لگی لیکن شہر میں ابراہیمؑ موجود نہیں تھے۔ نمرود نے اپنی فوجوں کو لے کر مورچہ سنبھال لیا۔ مُنڈیوں کا قطب مینار بنانے کی دھمکی دینے والے مقرر صاحب بھی قطب مینار کے شہر چلے گئے تھے۔ اس لئے چلے گئے کہ وہ وہیں کے رہنے والے ہوں گے اور انہیں اپنے گھر جانا ہی چاہئے تھا۔ لیکن جو قطب مینار سے سینکڑوں میل کی دوری والا شہر تھا۔ اس میں کسی اور کی نہیں، اہل ایمان مرد و عورتوں اور بچوں کی کھوپڑیاں سڑکوں اور گلیوں میں اتنی تعداد میں بکھری پڑی تھیں کہ ایک نہیں کئی قطب مینار بنائے جا سکیں۔ وقت کے نمرود، فرعون، قارون و ہامان اس مقرر کی ہنسی اُڑا رہے تھے۔ ابلیس بہت خوش تھا۔ سیاہ پردے میں چھپ کر وہ قائدِ ملت، نہیں نہیں مائیک ملّت کے اس تعاون پر بہت خوش تھا۔ قائدِ ملّت نے مائیک پر کھڑے ہو کر ایسی پھلجھڑیاں برسائیں کہ ابلیس آگ کو تیز ہوا دینے میں کامیاب ہو گیا۔ ہم ہندوستانی مسلمانوں کو اللہ کا واسطہ دے کر مائیکِ ملّت سے یہ درخواست کرنی چاہئے کہ کچھ دنوں کے لئے وہ ہم پر رحم فرمائیں۔

مخالف کو نرم بنائیں

دل بڑی کسک اور درد کی ٹیس محسوس کرتا ہے کہ کیا کہوں کس سے کہوں لیکن اتنا کہے بغیر تو نہیں رہ سکتا جس کا اشارہ قرآن مجید نے دیا کہ برائی کو بھلائی سے ٹالنے کی کوشش کرو۔ اگر ہندوستانی برادری میں مسلمان اپنی اعلیٰ سطح سے برادرانِ وطن کو

خطاب کریں۔ مقابلہ بازی اور پنجہ آزمائی کے بجائے ان تمام مسائل پر جو مسلمان کے ساتھ وابستہ کر دیئے گئے ہیں۔ نبویؐ طرزِ فکر اور مصطفویؐ طرزِ استدلال سے کام لیں تو اپنے مخالفین کو نرم بنانے میں انشاءاللہ وہ کامیاب ہو جائیں گے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ نَبِيِّ الْاُمِّيِّ

غیبی مدد

اسی ذبیحۂ گاؤ کے مسئلہ کو لے لیں کہ ہندوستانی مسلمانوں نے تقسیم ملک کے بعد اس معاملہ میں قریب قریب صحیح روش اختیار کی۔ اللہ نے بھی بڑی غیبی مدد فرمائی اور اس قضیہ کا رُخ پھیر کر ان سب لوگوں کے چہرے سے نقاب نچوا کر پھنکوا دی کہ جن کی پوری معیشت گائے کے گوشت پر اب تک قائم ہے۔ پھر پروپیگنڈے کے ذرائع اور وسائل بھی ایسے ہی لوگوں کے پاس ہیں اس لئے طویل ترین مدت تک مسلمانانِ ہند کو اس کا ذمہ دار قرار دیتے رہے مگر اللہ نے اب اپنا فضل وکرم فرمایا کہ اصل قاتل اتنی بڑی تعداد میں دیکھے جا رہے ہیں کہ ملک کی رائے عامہ اور منصف لوگ مسلمانوں کی طرف اب ہمدردی سے دیکھ کر کہیں کہیں معذرت بھی کر رہے ہیں کہ کیسی بڑی غلط فہمی میں ہم لوگ پڑ گئے تھے کہ قاتل کون تھے اور الزام کس پر لگایا جاتا رہا۔

مارا ماری، کھینچ تان، جلسے جلوس، مطالبے، میمورنڈم، حقوق طلبی کی مہم اگر اس غذائی مطالبے پر چلائی جاتی تو مسلمان کو اس قضیہ میں بے قصور قرار دیئے جانے کا ماحول ہرگز ہرگز تیار نہیں ہو سکتا تھا۔

ہندو بھائیوں کے نام اپیل

ایسے موقع پر جب کہ گائے کُشی کے تمام پہلو نمایاں اور بے نقاب ہو کر آ گئے اور علم الحساب کی دنیا میں آنکڑے اور عدد جمع کرنے پر آسانی سے معلوم ہوا کہ اس ملک میں مسلمانوں کو چھوڑ کر دوسرے جو لوگ گائے کا گوشت کھاتے ہیں چاہے حلال ہو چاہے مُردار ہو، ان کی تعداد کروڑوں سے اوپر ہے۔ پھر گائے کا چمڑا استعمال کرنے والے، جوتے کے کارخانے چلانے والے، کاف لیدر جو خاص اس زندہ بچھڑے کا چمڑا ہوتا ہے جو اپنی ماں کے پیٹ میں پرورش پا رہا ہو اس کے بیوپاری، گائے کا گوشت اور چمڑے کا EXPORT کرنے والے عالمگیر INTERNATIONAL پیمانے پر اس تجارت سے کروڑوں اربوں روپیوں کے وارے نیارے کرنے والے ہمارے مرکز اور صوبوں کی وہ حکومتیں جو گائے کا گوشت، گائے کا چمڑا اور گائے کی چربی سے اربوں کھربوں روپیوں کی FOREIGN CURRENCY حاصل کرتی ہیں۔ کلکتہ، بمبئی اور مدراس کی بندرگاہوں سے عالمی پیمانے پر کھربوں روپے کی تجارت کا سہارا محض ہندوستانی گائے ہو۔ ان سب حقائق کے سامنے آ جانے کے بعد ذبیحۂ گاؤ پر ہمارے امن پسند ہندو بھائیوں کو صرف مسلمانوں سے ناراض ہو جانا

سمجھ میں آنے والی بات نہیں ہے۔

آتشیں لاوا

میں ہندو بھائیوں کو بہت قریب سے جانتا ہوں جس مذہب کے لوگ سانپ کو دودھ پلانے میں نیکی سمجھتے ہوں وہ گائے کے مسئلہ پر مسلمانوں کا قتلِ عام کریں گے ایسا ماننے کے لئے میں تیار نہیں۔ لیکن غلط فہمی، اشتعال انگیزی، غیض وغضب اور صدیوں کے مغالطے نے جو ماحول پیدا کر دیا کہ کسی معمولی واقعے سے بھی ہزاروں مسلمانوں کی آبرو، ان کی جان ومال، ان کے عبادت خانے، ان کے بیوی بچے، مکان، دوکانیں، کاروباری منڈیاں سب کچھ خطرے میں پڑ جاتی ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کسی آگ اُگلتی پہاڑی کے دہانے پر ہم سب کھڑے ہیں اور کبھی بھی فرقہ وارانہ فساد کا آتشی لاوا پھوٹ سکتا ہے۔

مسلمان کی آبرو ہندوستان کی آبرو

ہندوستانی مسلمان، ہندوستان ہی کی مٹی سے بنے ہیں۔ اسی مٹی میں وہ دفن ہوتے ہیں۔ ان کی آبرو ہندوستان کی آبرو، ان کی عزت ہندوستان کی عزت، ان کی ترقی ہندوستان کی ترقی ہے۔ مسلمانوں کا قتل ہندوستانیوں کا قتل ہے۔ ایسا ماننے سے کون انکار کر سکتا ہے۔

لیکن جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ جب ماحول غلط فہمی کا بن جائے، آدمی

آدمیت کے جامے سے باہر ہو جائے، سیاسی ڈاکہ گری کرنے والے جب اپنا کرتب دکھانے لگیں اور اخبار والے فرقہ پرستی کا جب زہر اُگلنے لگیں تو افواہیں گرم ہونے لگتی ہیں ان حالات میں کوئی معمولی واقعہ بھی ہزاروں انسانوں کے فنا کے گھاٹ اُتر جانے کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔

بھیانک واقعہ

مجھے ایک بھیانک واقعہ یاد آیا جب کہ میں الہٰ آباد سے بذریعہ ٹرین آ رہا تھا۔ بیچ راستہ میں ٹرین کے فیل ہو جانے پر ہمیں ایک جنکشن پر مجبوری سے اُتر جانا پڑا جو ریلوے کی آمد و رفت کے لحاظ سے ایک بڑا جنکشن ہے۔ لیکن اس قصبہ کی آبادی کچھ زیادہ نہیں ہے۔ چونکہ دوسری ٹرین پکڑنے میں وقت تھا اس لئے میں اسٹیشن سے باہر آیا۔ پل پار کرتے ہوئے سیڑھیوں سے جیسے ہی اُترا، چائے کی دوکانیں اور ہوٹلیں دیکھیں جی چاہا کہ ہلکا پھلکا ناشتہ کر لیں۔ دیکھا کہ ریلوے پُل کی سیڑھیوں کے پاس ایک مری ہوئی گائے پڑی ہے جگہ جگہ سے اس کی ہڈیاں پسلیاں ٹوٹی ہوئی ہیں اور اس کے جسم سے خون نکل کر جم گیا ہے۔ جب میری نظر اس گائے کی لاش پر پڑی تو میرا دل دھک سے رہ گیا اور مجھے بدگمانی ہونے لگی کہ کہیں اسی کو مشہور کر دیں کہ اس گائے کو مسلمانوں نے مارا ہے تو ابھی یہ قصبہ فساد کی نذر ہو جائے گا۔ ضرورت سے زیادہ سوچنے والے لوگ آدھے پاگل سے کم نہیں ہوتے۔ میرا یہ گمان سچ ہونے کے لئے آگے بڑھتا ہوا نظر آیا۔ جب سو پچاس

لوگوں نے اسٹیشن کے آس پاس ہلّہ گلّہ، چیخ پکار، نعرے بازی اور مسلمانوں کے خلاف گالی گلوچ شروع کردی۔ بس کیا تھا بلوائیوں کی بھیڑ، مار پیٹ، دوکانوں اور ہوٹلوں اور پان ٹھیلوں کو لوٹنے اور جلانے پر اندھا دھند ٹوٹ پڑی۔ میں نے اسی میں خیریت سمجھی کہ اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر واپس چلا جاؤں یا کسی بھی ٹرین میں سوار ہوکر اس قصبہ کو چھوڑ دوں۔

لیکن چونکہ اس وقت تک مجھ سے ملنے کے لئے دس بیس لوگ جان پہچان والے مجھے گھیر کر کھڑے تھے۔ لہٰذا اب میرا وہاں سے ہٹنا ممکن نہیں رہا۔ ہم لوگ پریشان تھے کہ کیا کریں۔ کیا کہیں کیا نہ کہیں۔ گائے کو جب میں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ گائے نہیں بیل کی لاش ہے۔ بھیڑ کو چیرتے ہوئے چند ریلوے قلی آگے آئے اور انہوں نے زور زور سے کہنا شروع کیا کہ بھائیو یہ جھوٹی افواہ ہے۔ اصل میں آج صبح یہ بیل ریلوے کی شنٹنگ SHUNTING سے ٹکرا کر ہلاک ہوگیا۔ ہم نے اُسے پٹریوں سے کھینچ کر یہاں پل کی سیڑھیوں کے کنارے ڈال دیا۔ بس اللہ نے خیریت کی اور فساد رُک گیا۔ ہم کو بھی ہمت ہوئی۔ لوگوں کو سمجھانا شروع کیا ایک چھوٹا موٹا خطاب یا وعظ بھی کہہ ڈالا۔ لیکن پھر بھی قصبہ میں اتنی گھبراہٹ تھی کہ پتہ نہیں رات تک کیا ہو جائے۔

میں تو وہاں سے چلا آیا لیکن معلوم ہوا کہ بعد میں اسی رات اس قصبہ میں جم کر فساد ہوا اور اطراف کے بھی گاؤں کھیڑوں میں مار کاٹ شروع ہوئی۔ بھلا ہو بے چارے ریلوے کے اُن قلیوں کا جنہوں نے موقع واردات پر ہی اس کی صفائی

دے دی لیکن تب بھی فساد کی آگ بجھائی نہ جا سکی اور جو نہ ہونا تھا وہ بھی ہو گیا اور بہت کچھ ہوا۔

مالک کی عدالت

کیا ہندوستان کے امن پسند شہریوں کو یہ واقعہ زیب دیتا ہے؟ کیا فسادی لوگ اگر اس دنیا میں چھوٹ جائیں تو مرنے کے بعد کی دنیا میں بھی اسی طرح چھوٹ جائیں گے؟ کیا اس دُنیا کا پیدا کرنے والا اپنی عدالت لگائے گا نہیں کہ مظلوموں کی فریاد سنی جائے اور بے گناہ مقتولوں کو معاوضہ دلایا جائے؟ کیا بیوہ کی آہ و فریاد بے اثر رہے گی؟ کیا معصوم بچوں کی آہ سے آسمان تھرّا نہیں اُٹھے گا؟ کیا جن عورتوں کی عصمت لوٹ کر ان کے خون سے اس دھرتی کو رنگین کیا گیا۔ ان کے ساتھ انصاف نہ ہوگا؟

''آواز دو انصاف کو انصاف کہاں ہے؟''

دیا اور دھرم کے نام پر اپیل

میں دل کی گہرائی میں بھری محبت کی بنیاد پر اپنے ہندو بھائیوں کے بارے میں یہ یقین رکھتا ہوں کہ میری اس دردانگیز آواز میں ان کے دل کا سوز بھی شامل ہے۔ میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ وہ ایسے ظلم کو کبھی پسند نہیں کرتے لیکن ہاں ایک حادثہ ہے جو اس ملک میں بار بار ہوتا ہے۔ بلا وجہ ہوتا ہے اور اس طرح کے حادثات اس ملک کے لئے، اس ملک کی سلامتی اور تہذیب و تمدن کی بقا کے لئے ہرگز ہرگز مفید نہیں۔

میں اپنے امن پسند ہندو بھائیوں سے ضرور یہ اپیل کروں گا کہ ایسے تمام مواقع پر بے گناہ مسلمانوں کی ایشور کے نام پر حفاظت کرنے کو تیار ہو جائیں۔ مذہب کے نام پر، دیا اور دھرم کے نام پر، انسانیت کے نام پر یا پھر جس طرح بھی میری یہ بات ان کے دل میں بیٹھے وہ اٹھ کھڑے ہوں اور اس ناانصافی کو روکنے کی پوری کوشش کریں۔

ظلم سے حکومت فنا ہوتی ہے

اس ملک کے قدیم ہندو مذہب کی تعلیم کے اوراق کی شہادت سے یہ کہتا ہوں، جس میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ ایشور، پاپ یعنی گناہ کو معافی دے دیتا ہے لیکن ظلم کو معاف کرنے کے لئے ہرگز ہرگز تیار نہیں بلکہ اس قدیم تعلیم میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ राजसत्ता حکومت یا GOVERNMENT بھی گناہ پر مٹائی نہیں جاتی۔ گناہ سے سنبھلنے کا اور توبہ کرنے کا موقع ایشور انسانوں کو دیتا ہے لیکن ظلم کا رواج پڑنے پر حکومتوں کا بھی ستیہ ناش کر دیا جاتا ہے۔



Designed by **: ZIKRA Printographers, Delhi, Tel.:91-11-6570 8480**

ZIKRA International Publishers
Waheed Kutub Market
523, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi -110 006
Telephone : 91-11-6570 8480 Telefax : 91-11-2328 3037
E-mail : info@zikraip.com Website : http://www.zikraip.com

ISBN 81-9072493-2
9 788190 724937